

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پیشہ‌گاری اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 13 اپریل 2023ء بروز جمعرات بہ طابق 22 / رمضان المبارک 1444ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	31
3	توجه دلاؤ نوٹس۔	31
4	رخصت کی درخواستیں۔	41
5	قرارداد نمبر 168 میجانب: جناب نصراللہ خان زیرے، رکن صوبائی اسمبلی۔	42

ایوان کے عہدیدار

میر جان محمد خان جمالی ----- اسپیکر

سردار بابر خان موسیٰ خیل ----- ڈپٹی اسپیکر

ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کا کڑ ----- سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن ----- اپیشل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہواني ----- چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۱ اپریل ۲۰۲۳ء بروز جمعرات بمقابلہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ

بوقت سے پہر 03:40 بجکر 40 پزیر صدارت سردار بابرخان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کو سئہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ

رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلُّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ الْعَلِيُّ إِلَّا هُوَ طَاعِنٌ

تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

﴿پارہ نمبر ۱ سورۃ التوبۃ آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹﴾

ترجمہ آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر مُنہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ وَمَا عَلِمْيَنَا إِلَّا أَلْبَلَاغُ۔

مکمل ☆☆

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ لسم اللہ الراحمن الرحيم

جناب نصراللہ خان زیرے: حالیہ واقعات میں جو شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعاۓ مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مولوی صاحب! شہداء کے حق میں دعاۓ مغفرت پڑھی جائے۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب محمد بنین خان خلمجی: اسپیکر صاحب! مجھے بھی بولنے کا موقع دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب! میں نے اپنے۔۔۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تینوں کو موقع دوں گا۔ جی عارف صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: یہ میرا ایک دو سال پہلے کا ایک سوال ہے متری ڈپارٹمنٹ کا، تو پچھلے سیشن میں میں نے جان صاحب سے کہا تھا میں نے کہا کہ ایک کمیٹی بھجوادیں کیونکہ میں سوال کے جواب سے بھی مطمئن نہیں ہوں اور جواب بھی انہوں نے غلط دیا ہے۔ دو سال ہو گئے ہیں جواب ابھی آیا ہے وہ بھی انہوں نے غلط دیا ہے۔ تو ابھی یہ پھر آگیا۔ یہ انہوں نے کہا تھا کے ٹھیک ہے یہ کمیٹی کو بھجوادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ agenda میں نہیں ہے ڈپارٹمنٹ کو درستگی کے لیے بھجوادیا ہے ڈپارٹمنٹ سے جیسے موصول ہو گا آپ کو بتا دیں گے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سرا یہ میں نے تحصیلداروں کی پرموشن کے بارے میں بات کی تھی وہ جو ایک ایک پیپر میں فیل ہو گئے تھے وہ آپ نے کہا تھا بھجوادیں۔ پھر آپ نے سیکرٹری صاحب سے بات کی وہ بھی انہوں نے نہیں بھجوایا۔ کہ اسپیکر صاحب نے رولنگ نہیں دی ہے اس پر پچھلی دفعہ بولا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ اُس دن میرے خیال سے جان صاحب chair پر بیٹھے ہوئے تھے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: نہیں نہیں سرا! آپ بیٹھے ہوئے تھے پہلے کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا اچھا۔

میر محمد عارف محمد حسنی: آپ رولنگ دے دیں یہ بھجوادیں ڈپارٹمنٹ کو تاکہ اسمبلی put up کرے سی ایم کو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ جی زیرے صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سرا! اس کے علاوہ PHE کا یہاں میں تھوڑا ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں۔ PHE کا یہاں میں نے اٹھ کر کہا تھا کہ جی ابھی تک ڈپارٹمنٹ مشنری وغیرہ کیوں کہ اس میں فائدہ زیادہ ہے میسے زیادہ ہے کمیشن زیادہ ہے۔

ڈیپارٹمنٹ خود لے رہا ہے۔ تو منسٹر صاحب نے اٹھ کر کہا کہ جی ہم نے یہ ختم کر دیا ہے پہلے کی طرح جو ٹھیکیدار کو سول ورک کا، مشنری کا سارا کچھ ملتا تھا یہ بھی ہم نے پہلے کی طرح ٹھیکیدار کو دے دیا ہے مگر ابھی پہلے کی طرح وہ بھی ڈپارٹمنٹ لے رہا ہے ہے۔ مشنری ٹھیکیدار کو نہیں دیا اُس میں کرپشن ہو رہی ہے یہ تھوڑا میں ریکارڈ میں لانا چاہتا تھا یہ آپ دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ بڑی اہم issue کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں پچھلے دور حکومت میں کہا گیا کہ اس ملک میں مردم شماری اور خانہ شماری ہو گی۔ ڈھیٹلا نزد ہو گی اور اس کے لیے ٹریننگ دی جائے گی استاد اکرام کو، سپر وائزر ہوں گے ایونیٹریعنی شمارکنندگان ہوں گے۔ پھر کیم مارچ سے ملک بھر میں خانہ شماری ہوئی۔ لیکن جناب اسپیکر! پہلے دن سے ہی یہ سازش تیار کی گئی تھی کہ کوئی کی آبادی کو کم کرنا ہے، دو مارچ کو میں آیا، کم از کم دو سو شمارکنندگان اور اسکے ساتھ پروائزر، وہ خوب بخش ریسمانی اسکول میں بیٹھے ہوئے تھے، میں گیا ان کے پاس۔ میں نے اُس دن ڈی سی اور متعلقہ حکام کو فون کیا کہ ان کے پاس سکیورٹی نہیں ہے۔ اور یہ سکیورٹی کے بغیر نہیں جاسکتے ہیں۔ پھر اسیں ڈی سی نے کہا کہ اس کو سکیورٹی دے دیں گے، بدجتنانہ یہ سلسلہ چلتا رہا ہم چیختے رہے کہ مردم شماری میں کوئی کو بالخصوص کوئی کے عوام کو کم کیا جائے گا۔ اور اب یہی ہوا۔ اب جب مختلف اضلاع کی detail ہمارے سامنے آئی ہے، اُس کے مطابق کوئی کی آبادی دنیا جہاں کے تمام اصولوں کے بر عکس growth rate جو بڑھتا ہے، اُس کے بر عکس کوئی کی آبادی پانچ لاکھ کم ہو گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہو گا کہ اب کوئی کے 19 ایم پی ایز کی بجائے آنے والے وقت میں چھایم پی ایز ہونگے۔ تین ایم این ایز کی بجائے دو ایم این ایز ہوں گے۔ اور ان کے ڈولپمنٹ فنڈز تمام کوئی کے عوام کے وہ کم ہو جائیں گے۔ تو یہ جو دشمنی کی گئی کوئی کے ساتھ اور یہ پوری سازش کے تحت کیا گیا اور پر سے نیچے تک مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس دوران پہلے تو یہ دشمنی کی گئی کہ پنجاب میں ایک تھیصیل جہاں اسٹینٹ کمشنر بیٹھتا ہے اُسکو ڈسٹرکٹ ڈکلیسر کیا گیا ہے۔ ہماری یہاں کوئی کو بجائے اس کے کہ اس کو چار پانچ census ڈسٹرکٹ ڈکلیسر کیا جاتا، اس کو محض ایک ڈسٹرکٹ کے طور پر لیا گیا اور ہوا یہ کہ جو سب سے ذمہ دار اس میں بندہ تھا جس نے کام کرنا تھا ڈپٹی کمشنر صاحب وہ اس دوران میں پچپس دن چھٹی پر چلے گئے۔ اور یہ کیوں گئے اس دوران؟ وہاں ایک بندے پر تمام کا پہلے دن سے اُن پر بوجھ ڈالا گیا ایک بندہ ہے وہ appointment بھی کرتا تھا وہ بے چارہ پاگل ہو گیا اس دوران بالکل اُن کے بس کی بات نہیں رہی انہوں نے جا کر کے، اب جب رزلٹ آیا کوئی اٹھارہ لاکھ یا اس سے بڑھ کے ہمارے کوئی کی آبادی آگئی۔ اب آپ خود سوچ لیں کہ یہ پانچ لاکھ بندے آسمان کھا گیا، زمین بگل گئی، کرونا میں مر گئے، زلزلہ آگیا، کوئی سیلا ب آگیا کہ پانچ لاکھ لوگ مر گئے، اس کے بر عکس میرے پاس بہت سارے ڈسٹرکٹس میں نام نہیں لوں گا۔ لیکن بہر حال ایک

ڈسٹرکٹ کی آبادی 2017ء میں ایک لاکھ 74 ہزار تھی آج اُس ڈسٹرکٹ کی آبادی 6 لاکھ 20 ہزار ہو گئی ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ کی آبادی ہے ایک لاکھ 50 اُس کی آبادی ساڑھے 4 لاکھ ہو گئی ہے۔ یہ تمام figures ہیں۔ لیکن جناب اپیکر! دنیا بھر میں scientific per squire kilometer میں کم از کم 660 لوگ رہتے ہیں۔ اب جب یعنی مردم شماری ہو گئی ہے۔ کوئی میں per-squire kilometer یہ 551 لوگ ہو گئے، مطلب سو بندے 110 بندے per-squire kilometer کم ہو گئے۔ اور جناب اپیکر! جو حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا۔ کہ ابھی کوئی میں 870 لوگ ہونے چاہئیں جس کا مطلب یہ ہے جو ہمارا growth-rate ہے 2.7, 2.8, 2.6 اُسکے مطابق کم از کم کوئی 8 لاکھ آبادی بڑھنی چاہئے تھی کوئی شہر میں۔ اب یہ بڑھنے کی بجائے کم ہو گئی، 5 لاکھ یہ کم ہو گئی، 8 لاکھ یہ کم کر دی گئی، 8 اور 5 تیرہ، چودہ لاکھ آبادی کوئی کم کی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آبادی کم از کم اپنے لحاظ سے، آپ سب گواہ ہیں، کم از کم 35 لاکھ تک جانی چاہئے۔ اچھا یہ کیوں اس طرح ہوا؟ اور جناب اپیکر! کوئی سو کے قریب سپروایز رز رعینات کئے گئے، اور اسکے لئے پانچ سو یا چھ سو ایونیٹز یا شمارکنندگان، حالانکہ یہاں پر 15 سو، پہلے دن سے 15 سو شمارکنندگان کی یہاں ضرورت تھی۔ لیکن انہوں نے قصداً یہ کیا کہ یہاں پہلے دن سے اُن کی سازش تھی، یہ سازش اس لئے کہ جناب اپیکر! کوئی کے جو لوگ ہیں، یہاں جو مسلط آفیسر ان ہیں اُن کا تعلق کوئی سے نہیں ہے، اُن کی دلچسپی کوئی سے نہیں بلکہ اُن کی دشمنی کوئی سے ہے۔ قصداً انہوں نے اس طرح کیا۔ ملک صاحب آگئے، ہمارے اختر حسین صاحب بھی کوئی کے ایم پی اے ہیں، مُبین خلیجی بھی کوئی کے ایم پی اے ہے۔ اب یہ سوچنے کا مقام ہے، کہ یہ آبادی کیوں کرم ہو گئی ہے؟ ہمیں وجہ بتائی جائے۔ اور ہم نے اُس دن قرارداد بھی پاس کی کہ اس میں اضافہ کیا جائے لیکن اضافہ کرنے کی بجائے جب میں نے رات کو بارہا حکام بالا سے میں نے ایک ایک سے بات کی کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو وہ سب رات کو جاگ گئے اور انہوں نے میٹنگ بلائی تھی۔ اور یہ بھی میں بتاتا چلوں کیم مارچ آج اپریل کی آج 13 تاریخ ہے، ان دنوں میں ڈیڑھ ماہ میں کسی سپروایز کوئی شمارکنندہ کو ایک پیسہ تک نہیں دیا گیا ہے۔ اور ایسا ہے کہ ابھی جب رپورٹیں آگئی ہیں۔ تو وہ بہت سارے سپروایزرز، اُن کے دو ہزار گھرانے باقی ہیں جس کو ابھی مردم شماری میں انہوں نے شمار کرنا ہے۔ کیا یہ دو دن میں، آج تیرہ بھی گزر گیا، چودہ اور پندرہ دو دن میں یہ سب کچھ کر سکے گا، نہیں کر سکے گا۔ تو جناب اپیکر! جو تباویز ہیں میری فی الفور کوئی کے حوالے سے آپ روئگ دے دیں کہ کوئی کی جو مردم شماری ہو رہی ہے۔ کم از کم اس میں اضافہ کیا جائے۔ ان دنوں میں اور کوئی میں ایرجنسی کی بنیاد پر تمام علاقوں میں جا کر کے دیکھا جائے کہ وہاں نمبر شمار لگے ہوئے ہیں خانہ شماری کے؟ ابھی تک جب خانہ شماری کے نشان نہیں لگے ہیں تو مردم شماری کسے ہو گی، یہ آپ کا تمام ایمان سٹی ہے، اے وَن سٹی ہے، اُس سے نجح کا علاقہ ہے، پورا آپ

کا سریاب کا علاقہ ہے۔ پورا آپ کا سریاب میل کا علاقہ ہے۔ پورا گیس روڈ ہے، ایسٹرن بائی پاس ہے، خاص کر ان علاقوں پر، نواں کلی میں کچلاک میں سب علاقوں میں اس طرح ہوا ہے تو یقیناً جو طریقہ کار ہے، شمارکنند ہگان کو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ان کا اضافی طور پر ٹیلی ویس دیا جائے، اور بڑے بلاک کو جو ایسا بلاک ہے جس میں ایک ہزار گھر انے آتے ہیں لیکن اصول کے مطابق ڈھائی سو گھر انے پر ایک بلاک ہونا چاہئے۔ اور اگر ڈھائی سو سے بڑھ جائے تو وہ بلاک خود بخود ڈھوت کر کے اُس کے لئے الگ شمارکنندہ مقرر کیا جاتا ہے۔ تو یہ ان کو کرنا چاہئے۔ کم از کم ان دونوں میں اس کو بڑھایا جائے۔ اور جس جس آفیسر نے اس میں غفلت کا مظاہرہ کیا ہے، اُس کو سزا ملنی چاہئے۔ میں اپوزیشن لیڈر صاحب سے بھی کہوں گا، میں اختر حسین اور مین صاحب سے بھی کہ چونکہ یہ سب کا مسئلہ ہے کوئی کسی آبادی بڑھنے کی بجائے پانچ لاکھ کم ہو گئی ہے اور باقی املاع میں میں نے بتا دیا کہ ایک املاع کی آبادی 2017ء میں ایک لاکھ 94 ہزار ہے۔ اب وہ چھ لاکھ 20 ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ وہاں growth کتنی بڑھ گئی ہے۔ آیا کوئی میں یہ نیچے کیوں آگئی ہے۔ اس حوالے سے آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، شکریہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور یہ بہت اہم ایشو ہے۔ اس پر آپ ملک صاحب، اختر حسین صاحب اور مین صاحب سے بھی میری گزارش ہے کہ اس پر بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: زیرے صاحب نے تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ کوئی کے حوالے سے جو زیرے سے رہ گئی ہیں میں صرف وہ add کروں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مردم شماری جی اختر حسین لانگو صاحب۔ اس پر قرار داوتو پاس ہو گئی ہے۔

میر اختر حسین لانگو جناب اسپیکر! اس میں نصراللہ زیرے صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی میں ان چیزوں کو repeat نہیں کرنا چاہوں گا۔ میں مختصرًا دوچار چیزوں کی نشاندہی کروں۔ جناب اسپیکر صاحب! دو دن رہ گئے اور اب کوئی کے اسوقت بہت سارے علاقے اُن میں ابھی تک مردم شماری complete ہوا ہی نہیں بہت سارے بلاک ہمارے رہ گئے ہیں۔ اسی طرح خانہ شماری بھی انہوں نے عجلت سے کی تھی۔ ہم نے ڈیماٹ بھی کیا تھا کچھ دن تو بڑھائے تھے دوبارہ اسے لیکن اُس میں کچھ ٹینکیں وجوہات ہیں۔ خانہ شماری میں بھی کوئی کی جو تعداد ہے وہ خانہ شماری میں کم show ہوا ہے ابھی بھی بہت سارے علاقے سے ہمارے جن میں خانہ شماری والوں نے نمبر تک نہیں لگائے ہیں، کلی اساعیل میں

جب آپ کلی کے اندر گلیوں میں چلے جائیں تو ادھر بھی ابھی تک بہت سارے گھروں میں انہوں نے نمبر ہی نہیں لگائے ہیں گھر موجود ہیں، لوگ موجود ہیں لیکن خانہ شماری میں بھی ان کے نمبر نہیں لگے ہیں۔ اسی طرح مردم شماری میں بھی۔ اس کی بنیادی وجہ جناب اسپیکر! یہ ہے کہ ایک جو نصر اللہ زیرے بھائی نے کہہ دیا کہ جو اسوقت اسٹاف جو required تھے، کوئی کی مردم شماری اور خانہ شماری کے لئے اس اسٹاف کی تعداد انتہائی کم تھی، اور دوسرا سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بھی جتنے ان کا جو مردم شماری اور خانہ شماری کا عملہ ہے، ان کی اکثریت کی تعداد ابھی بھی کوئی سے باہر کے لوگوں کو یہاں پر کوئی میں پوسٹ کیا گیا ہے۔ کسی پیپر کو خضدار سے لا یا گیا۔ کسی کوژوب سے کسی کولور الائی سے۔ اب ان بیچاروں کے پاس یہاں رہائش کی سہولت نہیں ہے۔ دو دو دن وہ اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ پھر ہفتے میں دو دن ادھر کام کرتے ہیں۔ دو گھر چلے جاتے ہیں۔ تو ان تمام چیزوں کی وجہ سے تمام چیزیں کوئی شہر کی مردم شماری اور خانہ شماری میں یہ affect ہوئے ہیں۔ رات کو ہم سے رابطہ کیا گیا۔ صبح ہم نے دوستوں کی میٹنگ بلائی ہے۔ ڈی سی کے آفس بھجوائے آج ہمارے دوست ڈی سی صاحبان دو دن میں اس وقت کوئی کے میرے خیال میں کوئی 20% سے زیادہ مردم شماری کا عمل مکمل ہی نہیں ہوا ہے۔ 20% سے زیادہ رہتا ہے کوئی شہر اب اس حوالے سے بھی دو دن میں میں پرسنٹ جو مردم شماری نہیں ہوئی ہے خانہ شماری نہیں ہوئی ہے، دو دن میں کمپلیٹ ہو گا نہیں تو لہذا ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ آپ ایسی قرارداد ہم وہ کیا تھا۔ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک تو اس قرارداد کو pursue کر کے اس کی ٹائمینگ کو کچھ بڑھادیا جائے تاکہ جو کوئی میں کام required ہیں، جو اس وقت کی تشکیل ہے کوئی شہر کی، وہ کم از کم پوری ہو۔ کیونکہ جناب اسپیکر! یہاں صرف کوئی اپنی جو مستقل آبادی ہے کوئی شہر کی، اس کا مسئلہ نہیں وہ بائیس لاکھ سے کم ہو کے اٹھارہ لاکھ پر انہوں نے کر دیتے ہیں۔ پھر سب سے دوسرے اہم سلسلہ ہے کہ وسائل کی تقسیم، جیسے اس ملک میں ہے، اسی طرح نمائندے بھی کوئی کے کم ہونگے، پھر وسائل کی جو تقسیم ہے، اسیمیں بھی کوئی شہر کو کم ملے گا۔ اور جب وسائل ہمارے پاس کم ہیں، اس وقت بھی آپ اسی سے تمام ممبر ان اس بات کے گواہ ہیں۔ بلکہ ہم تمام ممبر ان کے گھر خود کوئی میں ہیں۔ اسوقت تقریباً بلوچستان کے ہر ڈسٹرکٹ کا تیس سے چالیس وہ ما نیگریت ہو کر کوئی آگیا، وہ کوئی میں سیٹھیں ہیں۔ پچھلی مرتبہ بھی اسی اسمبلی فلور میں ایک نہیں بارہا میں نے یہ بات دھرائی ہے کہ کوئی کی آبادی بائیس لاکھ نہ گنیں، کوئی کی actual آبادی ہے جو لوگ کوئی میں رہتے ہیں جو دوسرے ڈسٹرکٹوں سے دوسرے شہروں سے دوسرے صوبوں سے دوسرے ملکوں سے مانیگریت کر کے کوئی میں اسوقت کی actual position ہے وہ کم از کم پانچ ملین کے قریب ہے کوئی شہر کی آبادی یہاں پر کوپور سے لیکر کچلاک کی آبادی کے ساتھ mix ہو چکی ہے نیچے میں خالی جگہ نہیں ملے گی۔ سارے کے سارے شہر آباد ہو گئے، پورا بلوچستان اگر پورا نہیں تو 50% سے زیادہ بلوچستان آپ کا آکے کوئی شہر میں آباد ہو گئے ہیں۔ باقی جو ڈسٹرکٹس ہیں وہاں

پہليات کي facilities نہیں ہیں ایجوکیشن نہیں ہے بھلی نہیں ہے۔ گیس نہیں ہے، پانی نہیں ہے۔ ان تمام سہولتوں کی تلاش میں بھی لوگ آ کے کوئی شہر میں آباد ہو گئے ہیں۔ تو اس شہر کے ساتھ امتیازی زیادتی ہو رہی ہے۔ جناب والا! ہماری درخواست یہ ہے کہ کوئی کی تفہیق مردم شماری اور خانہ شماری میں اسکو پورا کرنے کے لئے جو قرارداد ہم نے دو تین دن پہلے اس ہاؤس میں پاس کئے اُس قرارداد کو فور pursue کیا جائے۔ اور اس پر عملدرآمد کو بیتفہی بنا یا جائے۔ اب دوسرا جناب اسپیکر! ایک اور public importance کی بات اس ہاؤس میں اٹھانا چاہوں گا۔ اس وقت جو ہمارے ایم ایز کے اکاؤنٹ آپ نے جس بینک میں کھولے ہوئے ہیں، الائیڈ بینک میں، جناب والا! یہ مسلسل، دو تین دفعہ تو میرے ساتھ یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ باقی دوستوں کے ساتھ پتہ نہیں ہے ہوا ہے نہیں ہوا ہے۔ ہمارے جب foreign سرکاری کسی delegation کے ساتھ جاتے ہیں۔ یا ہم کسی پرائیویٹ اپنی ذاتی حیثیت سے ہم کدھری جاتے ہیں تو یہاں ہمیں اپنے ڈیبیٹ کارڈ اُس ملک کیلئے activate کرانے پڑتے ہیں۔ جب ہم activation کے کوئے جاتے ہیں تو بعض اوقات اُس پر ہمارے ساتھ یہ مسئلہ کرتے ہیں activate نہیں کرتے ہیں۔ اور جب activate کرتے بھی ہیں، message بھی بھیج دیتے ہیں activation کا اور باقی چیزیں بھی کر دیتے ہیں۔

بھی کر دیتے ہیں لیکن اُس کے بعد جب ہم اُس ملک میں اپنے اس کارڈ کو use کرنا چاہتے ہیں تو اُس ملک کیلئے وہ دوبارہ بند کر دیتے ہیں اسکو اور وہ ہم use ہی نہیں کر سکتے۔ تو اس وقت جو تھے ہمارے ممبران جو باہر travelling کیلئے جاتے ہیں، تو ظاہر ہے کہ اتنا کیش کوئی نہیں ساتھ لے جاتا، سب کے ساتھ آج کل کارڈ ہے اور وہاں سارا سسٹم جو ہے وہ کارڈوں کے through چلتا ہے۔ جب آپ کے بینک جس بینک میں ہماری تنخوا ہیں ہمارا سب کچھ ہے آپ جس بینک کو دے رہے ہیں اگر اُس بینک کا رویہ ہمارے ساتھ یہ ہے تو میں اس ہاؤس سے بھی اور آپ سے بھی ریکویٹ کرتا ہوں کہ یا تو ہمارے بینک بدلتی دیں۔ الائیڈ بینک کو فارغ کر دیں، کسی اور بینک کو بلا میں۔ یا پھر ان کے زوٹ جو چیف ہے، اُن کو بلا کے ہماری ان شکایت کا ازالہ کیا جائے کیونکہ جس کرب اور جس تکلیف سے foreign دوروں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے اس پر سیکرٹری صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: کے دوران کام نہ کرنے کے حوالے سے ہم گزرے، اُس کا کوئی ان بینک والوں کو اُس کا احساس بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور دوسرا جناب والا! پہلے بھی میں نے ایک ریکویٹ کی تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس پر پہلے ہم نے ایک ریکویٹ کہ ایم پی اے صاحبان کے لئے یہاں کوئی اے ٹی ایم میشن اسمبلی کے اندر رہی ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس کا بھی پروشل ہیڈ کو بتا دیں۔

میر اختر حسین لانگو: سیکرٹری صاحب! نے ان کو لیٹر بھی لکھا ہے۔ اس میں ابھی تک ان کے لئے، ان دو چزوں کا نوٹس لے لیں اور اسکو pursue کر لیں۔ قرارداد کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پروشل ہیڈ کو یہاں بلا یتے ہیں ان معاملات پر ان سے بات کرتے ہیں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: پانچ دن کا ٹائم بڑھایا تھا۔ ڈی سی واشک نے تیرہ تاریخ کو ہاں کام بند کر دیا مردم شماری کا۔ تو میری ریکویٹ ہے آپ سے کہ یہاں گورنمنٹ کے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے کہہ دیں کہ ڈی سی واشک سے بات کر لیں کہ پندرہ تاریخ تک اگر ٹائم ہے تو اسے تیرہ تاریخ کو مردم شماری کا کام کیوں بند کر دیا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے اس پر اس کو بتاتے ہیں۔ کھیڑک اس صاحب کھڑے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان (وزیر مواصلات و تعمیرات): بہت جلدی ہے۔ ابھی آئے ہو ہم صحیح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں، تین، چار ممبر زبات کر لیں اس کے بعد پھر آپ کو موقع دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہم بھی اسی مردم شماری پر بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسی پر آپ بات کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ اس مردم شماری پر حریت انگریز figures آئے ہوئے ہیں۔ میں باقی لوگوں سے نہیں کہوں گا، میں اپنے دو تین ڈسٹرکٹس گواتا ہوں جس میں آپ کا بھی ڈسٹرکٹ ہے، میرا بھی ہے۔ ضلع بارکھان پہلے تھا سر! ایک لاکھ 73 ہزار، اب ہو گیا ہے دولاکھ دو ہزار چار سو چھین۔ اچھا! لورالائی جو سب سے بڑا ڈسٹرکٹ ہے، آپ کو اچھی طرح پتہ ہے۔ تو وہ بیچارہ دولاکھ پہتر ہزار پر آگیا ہے۔ موئی خیل دولاکھ اکاؤن ہزار، یعنی census کے مطابق اور ماشاء اللہ ہم ابھی یہ فارمولہ ان سے لینے لگے کہ آبادی کیسے بڑھتی ہے نا۔ دکی چار لاکھ پہتر ہزار۔ ابھی یہ فارمولہ ہم لیں گے دکی والوں سے، سردار مسعود تو نہیں ہیں ناں آج ادھر۔ کہ یہ کیسے آبادی بڑھائیں کہ ایک سال میں چار چار، چھ چھ بچے پیدا کریں گے پھر بڑھ جائے گی۔ تو یہ بالکل ہی ناجائز ہے۔ غلط یہ census ہوئی ہے۔ آپ کو بھی جناب اسپیکر صاحب! پتہ ہے، مجھے بھی پتہ ہے۔ کہ ہمارے کس ڈسٹرکٹ کی کتنی آبادی ہے۔ اب ہم، شاید موئی خیل ایک یتیم میں کہوں گا، آپ کو بھی اور اپنے کو بھی۔ کہ ایک موئی خیل ہے اور ایک یتیم بارکھان ہے کہ ہماری شاید judiciary میں یا کہیں پر نمائندگی نہیں ہے، ہم یتیم ہیں، ہماری سیٹ صوبائی کی اس census کے مطابق دولاکھ، چار لاکھ، چار لاکھ ستاؤن ہزار پر دے رہے ہیں۔ جبکہ چھپلی census میں ایک لاکھ انجاس ہزار پر دکی سیٹ دی گئی ہے اکیلی۔ ہم دو ڈسٹرکٹس، ہم ضرور یا کتنا ہیں، ہم ضرور بلوچستانی ہیں۔ لیکن معذرت کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! آپ

کا اور ایک ہمارا پھر الگ، ہماری زبان الگ، ہمارا رسم و روانج الگ، ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ، ضرور ہمسایہ تو ہیں، زمینی راستے الگ، ہمیں ایک سیٹ کر دی گئی جو کہ 1973ء سے ہماری علیحدہ عیحدہ سیٹیں آ رہی تھیں، 77ء سے پھر آگے، چالیس پینتالیس سال سے۔ اور اسیں میں اب بولوں گا، پھر شاید میرے ساتھ وہ کام نہیں ہو جاؤ ازاد کشمیر کے وزیر اعظم کے ساتھ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاید کھیت انوں کی اللہ نے سن لی وہ آپ کی جگہ مجھے ایم پی اے بنادیں، اگلی دفعہ موی خیل اور بارکھان کا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہماری ایک سیٹ ہے، وہ آپ کے لیے قربان ہے۔ لیکن آپ جب سیٹ لے لیں گے ناں پھر آپ صرف موی خیل ہوں گے بارکھانی نہیں ہوں گے۔ اب جونے ڈسٹرکٹ، میں، میراں کے ساتھ واسطہ تو نہیں ہے لیکن میں چھوٹی سی عرض کروں گا۔ کوہاٹ میں 1 لاکھ 51 ہزار، زیارت 1 لاکھ 94 ہزار، ضلع ژوب، قلعہ سیف اللہ، شیرانی 3 لاکھ 72 ہزار 1881ء اپ مذدرت کے ساتھ، آپ تو ادھر سے منتخب، شیرانی کے ایک کونے پر کھڑے ہو جائیں، زور سے آواز لگائیں وہ موی خیل آواز یا سلیمان خیلی آواز لگائیں، تو دوسرے کونے پر جاتی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ٹوٹل غلط ہے اور اسیں میں کسی کو یہ دو شنبیں دوں گا یہ ہماری بربادی کی وجہ جو ہے وہ ہندی میں کہتے ہیں یہ ہمارے اپنے لوگ ہیں۔ کیا ہے کہ یہ بلوچستان عوامی پارٹی کے ہیں، یہ نیشنل پارٹی کے ہیں، یہ پشتو نخوا میپ کا ہے، وہ ٹپچر جو جس سے ہے اُس نے جا کر یہ بربادی میرے علاقے میں خاص کر میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے قومی مفاد نہیں دیکھا، انہوں نے کہا کہ جی سردار کے ووٹ کم ہو جائیں، جو میرے affiliated اس نے کہا کہ جی با بر موی خیل کے ووٹ کم ہو جائیں۔ جو با بر موی خیل کے affiliated تھے اُس نے کہا جی کہ اختیار جان کے ووٹ کم ہو جائیں۔ اس طریقے سے۔ میں اب بھی چینچ سے کہتا ہوں کہ میری آبادی اڑھائی لاکھ سے لے کر دو لاکھ 70 ہزار کے قریب ہیں۔ اور اس کو 70 ہزار، 80 ہزار ووٹ۔ اب یہ قومی نقصان کیا انہوں نے۔ ایک تو وہ لوگ ووٹ سے محروم ہو گئے، پھر میری سیٹیں جو مجھے آبادی کی بنیاد پر ملتی ہیں، مختلف کالجزیں، institutions میں، اُسکے ساتھ ظلم ہوا ہے میرے وظائف کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اور پھر میرے ووٹروں کے ساتھ یہ ظلم ہے کہ جو ایک بالغ ہے جو ووٹ کے قابل ہے، اُس کو ووٹ سے محروم کیا جا رہا ہے۔ تو یہ میری آواز نہیں ہے، آپ کی آواز بھی ہے۔ تو آپ اس چیز پر بیٹھ کر رو لگ دینا چاہتے ہیں، نصر اللہ تو ہر وقت کہتا ہے کہ رو لگ دو، رو لگ دو، ہر چیز میں۔ آپ کے چیز اچھی طرح سمجھتی ہے کہ میرے اور آپ کے معروفی حالات کیا ہیں اور کیا کیا گیا ہے ہمارے ساتھ۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا اور اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ یہ باقی ساتھی جو کہہ رہے ہیں کہ جی آپ کی date بڑھائی جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ غیر جانبدارانہ طور پر نئے سرے سے ہمارے علاقوں میں یہ

خانہ شماری اور مردم شماری کی جائے۔ اور میں Floor of the House پر ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کیونکہ میر اعلاءٰ ہے مجھے اپنے علاقے کے ایک ایک بچ کا ایک چھپ کا پتہ ہے کہ وہاں زمینی حقوق کیا ہے اور یہ کیا حقوق پیش کیے میری آپ سے گزارش ہے ذاتی طور پر کہ آپ کی چیز بہت مضبوط ہے، آپ Custodian of the House ہیں آپ کے پاس پاور ہے کہ ایک قرارداد کی صورت میں بھی پاور ہے ایک لیٹر کی صورت میں بھی پاور ہے آپ ان کو بلا کر camera in camera out چو بھی ہے آج کل تو وہ بہت کچھ ہو گیا تو وہ ان سے briefing لیں اور ان کو direct کریں کہ یہ جو ہم متاثرین ہیں ہماری census نیشنل جانبدارانہ طور پر دوبارہ کرائی جائے thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھیتر ان صاحب۔

جناب ٹائش جانسن: جناب پوانٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ٹائش صاحب آپ بولیں۔

جناب ٹائش جانسن: جناب اسپیکر صاحب! اور تمام میرے ساتھیو! یہ کوئی بیس روز پہلے آئی جی آفس کے سامنے سے میری گاڑی چراہی گئی ہے۔ تو آئی جی آفس میں سیفیٹی سٹی کے، بہت کمربے وغیرہ پورے بلوچستان میں لگائے گئے ہیں لیکن صرف ایک، تو وہ گرلز کالج کی پارکنگ میں انہوں نے نمبر پلیٹ چنج کیا ہے تو بلیک ٹکر کی سوک گاڑی اور تین چار لوگ تھے، میری فیملی تھی، تو یہ میں آپ سے اور اپنے تمام ساتھیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں، کوئی بیس دن سے کوئی جو بھی بات، تو میں اطلاع دیتا ہوں، ڈی آئی جی صاحب سے ملا ہوں، آئی جی صاحب سے میں نے کوشش کی، واں میسچ کیا ہے لیکن کوئی مجھے response نہیں دیا جا رہا ہے۔ تو ایک نمائندہ اسمبلی کا، کہ وہ اقلیت کا نمائندہ ہے اس لیے اس سے یہ رو یہ رکھا جا رہے انتظامیہ کی جانب سے؟ اور ایک ہمارا نوجوان شہید ہوا ہے پنگور میں، پرویز مسیح، وہ اُس کے لیے، خداوند اُسے اچھی جگہ دے، اُس کے لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ دہشتگردی ہے، اسیں ہر طرح کے کوئی بھی نہیں نفع سکتا۔ تو آپ سب دوستوں سے گزارش ہے، اپوزیشن لیڈر سے خصوصی طور پر انہیں کہتا ہوں کہ کیونکہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، آپ بات کریں ہم تو آپ کے ساتھ ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب محمد خان لہڑی (وزیر آپاٹی): جناب اسپیکر صاحب! شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو بھی حالیہ دنوں میں یہ جو census ہوئی ہے، یہ میرے پاس figure کے، وہیں سے جو میں نے ڈیٹا لے لیا ہے اس وقت ہمارا نسیم آباد ڈسٹرکٹ تقریباً 79 thousand back چلا گیا ہے اس پر۔ اور اس میں حالانکہ

census میں آبادی بڑھنی چاہیے تھی لیکن نصیر آباد کی آبادی اسمیں کم ہوئی ہے پچھلے ادوار سے۔ اس لیے میں یہ بتانا چاہتا ہوں، پہلے توجہ بھی یہ census شروع ہو رہی تھی اُس وقت انہوں نے جو Map دیتے تھے وہ بھی غلط تھے۔ ہم نے یہاں بہر حال ہر جگہ پر کہا کہ بھائی پہلے آپ یہ Map کو صحیح کریں تاکہ ایک بندے کا آپ block show کر رہے ہو اس کا ایک تخلیقی میں آپ شمار کر رہے ہیں، کم از کم اس Map کو تو

دیکھیں لیکن انہوں نے اس کی پرواہ بھی نہیں کی۔ اور اس میں بہت سے جگہ پر حالیہ دنوں میں اتنی بارشیں ہوئیں لیکن لوگوں کا excess چھتر جس کو بالکل miss کیا گیا ہے اس کی پاپلیشن بھی اس میں شامل نہیں کی گئی ہے۔ تو یہاں میرے دوسرے جو دوست ہیں، انہوں نے یہاں جو issue اٹھایا، بالکل ہم اس census سے مطمئن نہیں ہیں۔ یہ دوبارہ ہوں۔ اور بالکل ہم اس census کو condemn کرتے ہیں۔ کیونکہ اسمیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو آبادی، حالانکہ بننا چاہیے وہ back کیسے ہو گیا ہے۔ تو اس کے حوالے سے جو ہمارے دوستوں نے بات کی ہے اس پر ایک قرارداد تو ہم نے already پہلے اس پر move کی کہ بھائی آپ کوتار خڑھانی چاہیے لیکن وہ بڑھایا بھی نہیں ہے ابھی دو دن ہے دو دن میں کیا کر سکتے ہیں۔ تو یہ ایوان کے توسط سے میں اس چیز کو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس کو دوبارہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی احمد نواز بلوج صاحب۔

میر احمد نواز بلوج: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ بالکل جناب اسپیکر صاحب! سارے دوستوں نے جو مجموعی طور پر بلوچستان کی مردم شماری اور خانہ شماری پر جو باتیں کیں اسمیں مردم شماری کا عملہ جناب اسپیکر صاحب! day one سے وہ انہائی ست روزی یا انتظامیہ کی طرف سے یا census کی طرف سے یا متعلقہ ڈی سی اور اس کے اے ڈی سی وغیرہ جتنے بھی تھے، انہائی ست روزی کے ساتھ انہوں نے جو شروع کی، ابتدائی کی، جو اس کی سیکورٹی کے مسائل تھے، جو ٹیکرز تھے، سپرانزرز تھے، وہ اپنے فیلڈ میں نہیں جا رہے تھے، ابتدائی تین دن، چار دن کے بعد وہ بھی ہم پارٹیوں نے اپنے اپنے علاقوں میں، اپنی اپنی گلی، محلوں میں ہم نے اپنی ذاتی حیثیت سے ان کو protection دی۔ ان کو ہر گھر تک رسائی دی۔ ان کو اپنے بندے دیتے۔ ان کے ساتھ اپنے ورکرز ہم نے ڈالے تاکہ وہ گھر گھر جا کر خانہ شماری کریں۔ اس کے باوجود بھی خانہ شماری جوان کا عملہ تھا، ایک دن آتا تھا دو دن نہیں آتا تھا۔ کہتے تھے کہ میرے موڑ سائکل میں پڑول نہیں ہے، میرے ساتھ وہیکل نہیں ہے، میرے ساتھ سیکورٹی نہیں ہے، تو ایسے ہی حیلے بہانے کر کے ہمیں اور خصوصاً مجموعی بلوچستان کی جو صورت حال ہے، دوست بتا رہے ہیں لیکن میں کوئی کہ بارے میں

یہ کہوں کہ کوئی میں انتہائی سست روی کے ساتھ خصوصاً انتظامیہ نے جو حکومتیں کیں، وہ اس فلور پر ہم نے پہلے بھی لائے ہیں۔ اور ہم نے پر لیں کافرنس بھی کی۔ ہم نے ادارہ شماریات کو بھی لیٹرز دیئے اور ہم نے ڈی سی آفس، کمشنر اور even ہم نے اپنے چیف سیکرٹری صاحب کے بھی نوٹس میں لائے کہ کوئی میں یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔ گھر تک آپ کا عمل نہیں جا رہا ہے جو ٹائم آپ نے انکومہیا کیا ہوا ہے، وہ ٹائم جو آپ کا عمل ہے وہ چلانہیں سکتا ہے۔ جو ٹائم آپ نے ان کو جو blocks دیئے ہوئے ہیں وہ ان میں وہ کام صحیح طریقے سے نہیں کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم matter ہے اس پر آپ انتہائی سنجیدگی سے جناب اسپیکر صاحب! آپ ادارہ شماریات یا census کمشنر کو آپ یہاں مدعو کریں۔ آپ ان سے ان کے عملے کے بارے میں، ابھی تک ان بیچاروں کو انکا معاوضہ نہیں ملا ہے۔ کوئی کے لئے صرف سو ہیکڑے، سورج سے لے کر کے ڈیگری، پنجاںی، آپ پورا یہ کوئی 23 لاکھ کی آبادی اور جو پہلے والے census میں تھے۔ اس میں آپ دیکھیں اس کو بڑھنا چاہئے تھا، بجائے بڑھنے کے یہ کم ہو رہے ہیں۔ جناب! اس میں تو کہوں گا کہ آپ اس DC کو بھی بلائیں، آپ ہمارے ADC کو بھی بلائیں، آپ چیف کمشنر جو ہمارے census کے ہیں، ان کو بھی بلائیں، آپ دیکھ لیں ان کی progress لیں کہ آپ نے صرف ایک ڈسٹرکٹ کوئی میں آپ نے کیا گل کھلانے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اس میں بلوچستان کے ساتھ ہمیشہ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور اس دفعہ تو انہوں نے اور ہی اسیں میرے خیال میں گندھ کیا ہوا ہے۔ اور اس پر آپ دیکھ رہے ہیں کہ مختلف ہمارے ممبران اپنی تجاویز دے رہے ہیں۔ اس فلور پر، آپ کے توسط سے، آپ کی اس جیسی میں طاقت ہے، آپ ایک رولنگ کے ساتھ ساتھ ایک letter move کریں اور ادارہ شماریات کے جو چیف ہے، اُس کو آپ بلائیں، اس کے ساتھ آپ ایک میٹنگ ہمارے ممبران کی رکھ لیں۔ تا کہ یہ اُس کا بھی point of view یہاں آجائے۔ اور اس کو، اس کی بھی اگر تارت خ بڑھائی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ اور ساتھ ساتھ یہی کہوں کہ ہمارے ممبر کی جو گاڑی گم ہوئی ہے ظاہر ہے یہ ہمارے معزز ممبر ہے، ہم اس کی مدد بھی کریں گے۔ اور آپ کے توسط سے آپ آئی جی اور ڈی آئی جی اور اس علاقے کے تھانے، وہ سب کو اگر آپ ایک رولنگ دیں تاکہ چند دن آپ مہلت دیں، نہیں ہوا تو ہم اپنا لائچہ عمل طے کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی مین صاحب۔

جناب محمد بنین خان خلجمی (صوبائی وزیر برائے معدنیات) جناب اسپیکر صاحب! کسی اور ایشو پر بات کرنا تھا اور آپ سے دو منٹ اور لوں گا مگر یہاں ایک اہم مسئلہ میرے دوست نصر اللہ بھائی نے اٹھایا کہ خاص طور پر کوئی کے ساتھ جو انہوں نے مردم شماری کا بتایا کہ 22 لاکھ 75 ہزار ہمارے کوئی شہر کی پاپ لیشن ہے۔ اور پورا بلوچستان یہاں کا روبرکی حیثیت سے،

پڑھائی کی حیثیت سے، بزنس کی حیثیت سے یہیں پر رہتا ہے۔ وہ اُسی طرح پانی استعمال کرتے ہیں، بھلی استعمال کرتے ہیں، گیس استعمال کرتے ہیں، وہ 22 لاکھ نہیں کم از کم 45 لاکھ لوگ کرتے ہیں۔ مگر ہم نے 2018ء کے ایکشن کے بعد، یہاں میرے colleagues ناراض نہ ہوں، ہمارے کوئی کے ایک ایم پی ایز کے ساتھ انکا بھی minority والا رو یہ ہے۔ ہماری پوسٹوں کے حوالے سے ہوں یاد ہاں ایک پورے بلوچستان سے لوگوں کو کوئی شہر کے اندر پوسٹنگ کراؤ دینا اور ہماری پوسٹیں خالی کراؤ دینا اور اُس کے بعد اپنے لوگوں کو وہاں ڈسٹرکٹس میں بھرتی کرنا۔ اب اُسکے ساتھ ہمارے خاص طور پر ہمارے مردم شماری کے اندر جو سیٹوں کے اوپر نظر رکھی گئی ہے، جس نے بھی نظر رکھی ہے، یہ اُسکی غلط فہمی ہے کہ ہمارے کوئی کسی سیٹوں کو وہ کاٹ کر کسی اور ڈسٹرکٹ میں لے کے جائے گا۔ یہ قطعاً ہمارا کسی بھی پارٹی سے تعلق ہو گرہمیں کوئی کے نو کے نواں ایم پی اے کسی صورت نہیں چھوڑیں گے، نہ کسی کو مذاق بننے دینے کے کوئی کے اوپر آ کر یہ مذاق بنائے کہ یہ کریں۔ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ ساری ایم پی جنسی ہے آپ ابھی رونگ دیں گے گورنر صاحب کو بولیں، وزیر اعلیٰ کو بولیں اور کمیٹی تشکیل دیں، احسن اقبال کو، مردم شماری وفاقی حکومت کے under آتی ہے پی اینڈ ڈی کے اندر آتی ہے، انھوں نے ظلم کیا ہے کہ اس طرح کا اسٹاف کوئی کو دے کے تاکہ ہم کوئی کے ایم پی ایز اور گورنر صاحب، یہاں پر ہمارے اور بھی ممبران ہیں یہ فوری طور پر وہ اپنا ایک وہ کریں تاکہ ہم کل یا پرسوں جائیں اُن سے ملیں کہ اس کی ٹیم بڑھایا جائے۔ اور ایک fair قسم کی مردم شماری ہو۔ اور کوئی شہر کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے۔ یہ ہو کہ پھر کوئی شہر بھی بند ہو گا اور نہ ہم لوگ کسی کو شہر میں enter ہونے بھی دینے۔ یہاں کھول کے سن لیں ہم ساری پارٹیاں ایک ہوں گی۔ خدارا! میں قسم کھا کر کہوں، یہ روزے کی حالت میں، یہ کوئی غلط نہ سمجھیں کہ ہم لوگوں کو پھر چھوڑیں گے۔ یہ ہم ساری پارٹیاں ہم آپ کو پھر بتا رہے ہیں کہ یہ ظلم ہوا ہے ہماری اگر سیٹوں کے اوپر نظریں رکھنے لگ گئے ہیں تو یہ کسی کی بھول ہو گی۔ ہم لوگ پورا کوئی شہر بند کر دینے نہ کوئی باہر جائے گا نہ اندر آیا گا یہ میں آپ کو بتا دوں کہ اس کے لئے آپ مہربانی کریں کہ آپ فوراً رونگ دیں کہ ہمارے گورنر صاحب، سی ایم صاحب، جو بھی ہے، وہاں چیف سیکرٹری بھی چلے، پی اینڈ ڈی کے منسٹر سے بات کریں اور ہمارا یہ مسئلہ اور نامم کو بڑھایا جائے۔ اگر اس کو ignore کیا گیا کوئی کو ignore کیا گیا تو پھر ہم لوگ کسی کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بین خان۔ خلیل جارح! آپ اس حوالے سے بات کرنا چاہیں گے۔

جناب خلیل جارح بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): جی میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں، شکریہ جناب اسپیکر! پہلے میں پُر زور مذمت کرتا ہوں پرویز مسح جو ترتیب میں تیرہ گولیوں کا شکار بنا، ایک گولی نہیں، دو گولی نہیں تیرہ گولیاں نہیں بندے پر چلائی گئی ہیں اور اُسے شہادت کے راستے تک پہنچا دیا۔ جناب اسپیکر! اقلیتیں اس ملک میں

آپ کے پاس امانت ہے۔ جس کے زیر سایہ آپ کی کرسی لگی ہے، جو بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح، ان کا ہمارے بڑوں کے ساتھ یہ قول واقر رتحا کہ اس ملک میں اقلیتوں کو بنیادی اور برابری کی بنیاد پر حق دیئے جائیں گے۔ آج یہاں مردم شماری کی بات ہو رہی ہے۔ کیا ستم طرفی ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ لوگ، یہاں آبادیاں بڑھ رہی ہیں
---(مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ بات کریں ہم سن رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور: میرا خیال ہے آپ ہاؤس کو in-order نہیں کروارہے ہیں۔ نہیں ہم احتجاجاً بیٹھ جائیں اگر آپ نہیں کروارہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! احتجاجاً بیٹھ جاتے ہیں اگر نہیں سننا۔ پہلے ہم تک دو و دو کرتے ہیں کہ اس اسمبلی تک آئیں، پھر اس اسمبلی کو بھی respect نہیں دیتے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! 2017ء میں کوئی شہر کی آبادی، وہاں کیا figure ہے 23 لاکھ تھی اور آج کتنی ہے اٹھارہ لاکھ۔ میں وہ لفظ پیدا نہیں کرنا چاہتا جو عموماً کرتے ہیں لیکن یہ ہم سب کے لئے سوالیہ نشان ہے جناب اسپیکر صاحب! جتنے بھی شمارکنندگان ہوتے ہیں یہاں وہ اتنے کم تھے میں اپنے گھر کی بات کرتا ہوں کہ میرے گھر میں انہوں نے ایک پرچہ سادے کر کے وہ ایک ہفتے کے بعد آئے کیا کیا کہ انہوں نے انوشنگیشن کی۔ یقیناً جناب اسپیکر صاحب! یہ ملک ہمارا ہے بلوچستان کا میں کہتا ہوں پینٹھ نہیں سو سیٹیں بھی کم ہیں کیونکہ یہ ایک پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہ اسکو کسی اہم ایجنسی کے مطابق ان کی سیٹوں کو کوئی سیٹ کی سیٹوں کو کم کیا جا رہا ہے دوسری جانب جناب اسپیکر صاحب! اگر ہم دیکھیں کہ بھی عوام یہی کر سیاں اس چیز کی گواہ ہیں کہ 1983ء سے لے کے میرے جتنے یہاں معزز زار اکیں ایم پی ایز بیٹھے ہیں خواتین کو نکال کر کے باقی سب اقلیتوں سے ووٹیں لیتے ہیں 1983ء سے لے کے 2023 تک جناب اسپیکر صاحب! اس figure کو نوٹ کر لیں کہ یہ تین کے تین ایم پی اے ادھر ہیں۔ کیا ہماری آبادی نہیں بڑھی اور کیا ہم، تو بہرالفاظ ہے کہ کیا ہمارے نپچ پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہر آدمی کو اپنی سیٹ کی پڑی ہے۔ لیکن میں اپنی اقلیتوں کے حقوق کی آواز کو بلند کرتا رہوں گا کہ یہ تین ایم پی اے 1983ء سے لے کے 2023ء تک تین ایم پی اے ہیں۔ ان کا کیا ایکشن کمیشن بنا رہا ہے ان کا کیا criteria حکومت بنا رہی ہے اور آپ کو پختہ ہے کہ ہمیں reserve seats کا طعنہ دیا جاتا ہے جناب اسپیکر! ہم پولیٹیکل لوگ ہیں بچپن سے تقریباً چھیس سال ہمیں اس پولیٹیکل فیلڈ میں ہو گئے ہیں ہم سینئر ترین لوگ ہیں ہمیں جو بھی سسٹم دیں لیکن ہماری سیٹوں کو بڑھایا جائے۔ ہمارے نمائندگان نیشنل اسمبلی اور سینٹ میں یا چاروں صوبوں میں بات نہیں کرتے یہ ان کی نااہلی ہیں۔ لیکن ہم بلوچستان میں بات کر رہے ہیں کہ ہماری سیٹوں کو بڑھایا جائے۔ 1983ء سے لے کے اب تک بہت سال گزر یہ ہیں ہماری آبادی بڑھ چکی ہے اب نہ مکھی شام لال کے بس

میں ہے کہ یہ اس عوام کو روکیں اور نہ تائیڈس کے بس میں ہے اور نہ میرے بس میں ہے کہ ہم پورے بلوچستان کے لوگوں کا مسئلہ حل کر سکیں ہماری سیٹوں کو بڑھایا جائے اور میں تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی اس قوم سے ووٹ لیتے ہیں۔ اور آج اگر یہ ہمارے لیے کوئی آواز بلند نہیں کرتا جناب اسپیکر! پاکستان کی حالت کو رُدا کیا جا رہا ہے اور ہمیں بھی مجبور کیا جا رہا ہے کہ جیسے دوسرے اپنے حقوق کے لیے وہرنے دیتے ہیں احتجاج کرتے ہیں ہم بھی بڑھیں۔ پہاڑوں پر ہم نہیں جائیں گے ہم اس ملک کے محبت الوطن شہری ہیں۔ ہم اس فورم پر بات کریں گے جس فورم پر ہمیں بھیجا گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر! آپ بھی کوئی رونگ دے دیں۔ جناب اسپیکر! آپ کی مسکراہٹ قابل احترام ہے۔ آپ کی مسکراہٹ کی ہم قدر کرتے ہیں۔ لیکن آپ ہمیں رونے بھی نہیں دیتے۔ اور جب روتے ہیں تو اور مارتے ہیں کم از کم کسی ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔ دوسرے ملکوں میں دیکھیں آپ جناب اسپیکر! کہ پرائم منسٹر مسلمان بن رہا ہے۔ یہاں پرائم منسٹر کیلئے کر سچن کے لیے اور ہندو کیلئے قدغن ہے۔ اسپیکر کیلئے بھی قدغن ہے۔ چیف منسٹر کیلئے بھی قدغن ہے۔ اور آئین میں لکھا ہے کہ آپ equal شہری ہیں۔ بھائی ہم شہری کیسے ہو گئے؟ جب کسی چیز تک ہماری رسائی نہیں ہے؟ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب اسپیکر! ہمارے سیٹوں کو بڑھانے کیلئے رونگ دے دیں اور یہ ایوان سب ہمارے لئے

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی شکلیل نوید صاحبہ۔

محترمہ شکلیل نوید قاضی: شکریہ جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! بالکل اس پر کیونکہ ایک پلیٹیکل پارٹی کی حیثیت رکھنے کے بنیاد پر ہمارے تحفظات ہیں۔ بلوچستان نیشنل پارٹی کے بھی تحفظات ہیں۔ کیونکہ جس طرح ان census کو کیا گیا ہے اس میں جناب اسپیکر! سب سے پہلے ٹریننگ کا جو سلسلہ تھا وہ بھی نہایت سست روی کا تھا۔ اس میں جو ٹپیلس دیئے گئے ہیں آپ کو بلوچستان کے حالات کا پتہ ہے کہ far flung areas میں انٹرنیٹ سروز آپ کے کوئی کے سب ایریا ز میں نہیں ہیں۔ تو یہ انٹرنیٹ سروز وہاں کہاں ہو گئی جو یہ اپناؤڈیٹا جمع کر رہے تھے۔ طیب استعمال کرنا نہیں آرہا تھا آپ کے کہیں لوگ جو ڈیٹا collect کر رہے تھے ٹیب استعمال کرنا نہیں آرہا تھا۔ آپ کے کوئی میں سریاب مل کے میں آپ کو فوٹچ دکھاؤں کہ انہوں نے جو ٹپچ بھجوئیں کہ جہاں اُن کو سیکورٹی نہیں دی جا رہی تھی وہاں لوگ ڈیٹا collection کے لیے نہیں جا رہے تھے۔ جو یہ سارے حالات جب آئے تو آپ مجھے بتا دیں کہ کہاں سے یہ مردم شماری میں پوری transparecy ہو گئی کہاں سے یہ صحیح معنوں میں کر پائیں گے۔ اور جناب اسپیکر! اس میں میں دوسرا بات کرنا چاہوں گی کہ ابھی جس طرح بہت سے علاقوں جو ہمارے رہ گئے ہیں اور اس کے لیے ہم نے کہا ہے کہ مزید پانچ دن تک اس کو ہم مزید extand کرنے کیلئے ہم نے یہاں سے دو ہفتے کے ہم نے request کی تھی۔ اسی دوران ہمارا جو

ڈپٹی کمشنر صاحب جس طرح کوئی کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ان کے یہاں ان کو بھی admit کرنا چاہیے کہ ان کی طرف سے نہایت سست روی اس کام میں اختیار کی گئی۔ کیونکہ سیکورٹی نہیں تھی لوگ نہیں جا پار ہے تھے۔ اسی طرح ہمارے جو وڈھ کا علاقہ ہے وہاں شاہ نورانی میں اُس دن بات ہوئی وہاں بھی آپ کے census کو نہایت سست روی کے اس وقت سامنا وہاں کے سنا� کی وجہ سے لوگوں کو سیکورٹی کے نام دیکھ رہا جانے نہیں دیا جا رہا ہے۔ تو لہذا ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ دوسری بات جناب اسپیکر! اسی کے ساتھ جو ہمارے ٹائمس صاحب نے اپنی گاڑی کے حوالے سے بات کی کیونکہ اُنکی گاڑی جو چوری ہوئی ہے آپ مہربانی کریں آپ ڈی آئی جی صاحب کو لکھ دیں جو progress ہیں وہ یہاں بتائیں کیونکہ ہم ان کی بات کی طرح ہم reserve-seats کی بھی کہی نہیں سنتے ہیں۔ اور جو حالات آپ کے سامنے ہیں۔ واقعی یہاں مجلس کرنے لوگ آتے ہیں۔ تو یہ کوئی ایسے ایشوز ہیں کہ جن پر ہمیں serious ہی ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے سیئیں جو ہیں مردم شماری پر ہوں گی۔ ہمارے جو جتنا کوئی ہو گا جتنا فنڈ ز ہو گئے ہمارا ڈولپمنٹ کا جتنا کام ہو گا وہ تمام کے تمام آپ کے مردم شماری پر ہو گا۔ اگر ہم اسی طرح immature ہونگے۔ جو آج حالات میں دیکھ رہی ہوں یہاں تو ہم اسی طرح روتے ہی رہیں گے اور بلوچستان کا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شکلیہ نوید صاحبہ۔ جی میڈم بشری رند صاحبہ۔ اس کے بعد آپ اور بلیدی صاحب۔
محترمہ بشری رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں اس مردم شماری کو مسترد کرتی ہوں۔ مسترد کرتی ہوں مسترد کرتی ہوں۔ دیکھیں مردم شماری ایک بہت اہم ہے ایکشن میں اس کا بہت اہم کردار ہے جو کہ میرے خیال ہے nonserious طور پر لیا گیا ہے۔ مجھ سے بے تحاشہ حلقوں میں اور ملنے والوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس تو آئے نہیں مردم شماری والے تو یہ کس طرح سے اس کا جو census collect کیا گیا ہے اور اس کا ڈیٹا collect کیا گیا ہے اور اس کو مکمل کیا گیا ہے جبکہ 2017ء میں ہماری 27 لاکھ آبادی تھی اور اس وقت ہماری آبادی جو ہیں وہ کم کر دی گئی ہے 18 لاکھ پر لے آئیں ہیں۔ اور جبکہ 2.07 جو ہیں ہمارا birth rate ہے ہمارے بچوں کا تو کیا ہم رویوس میں جارہے ہیں ہمارے یہ جو پانچ ہزار لوگ کیا کسی اور صوبے میں شفت ہو گئے ہیں یا پنجاب چلے گئے یا سندھ چلے گئے یا سندھ چارے زلزلے یا اس میں مارے گئے۔ تو بڑے آفسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس صوبے کے ساتھ ہمیشہ سے زیادتی ہوتی آئی ہے اور ہورہی ہے تو اس بارہم اس چیز کو بالکل قطعاً نہیں مانیں گے، کیونکہ ہمارے کوئی تھی کی بات ہے، ہماری سیٹوں کی بات ہے۔ چاہے ہمارے جو کنڈیٹ لٹر کے آتے ہیں۔ اس کو ہم کسی صورت نہیں ماننے گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو گاڑی چوری ہوئی ہے ٹائمس صاحب کی تو بات یہ ہے کہ جب ہم سے گارڈ لے جائیں گے جب ہم لوگوں کو سیکورٹی فراہم نہیں کی جائیں گی تو پھر اسی طرح کے واقعات ہمارے ساتھ ہونگے۔ چاہے وہ اپوزیشن کے ایم پی ایز ہوں یا چاہے گورنمنٹ کے ہوں

-مئیں نے یہ درخواست ہمارے جو اسپیکر صاحب ہیں آخری اسمبلی سیشن میں ان کو دی تھی کہ bike پر دلوگوں نے گن پوانٹ پر، میرا پچھا کیا۔ تو کل کوئی ہم میں سے کسی کے ساتھ جب کوئی حادثہ ہو جائیگا تو کورٹ جو ہے اُس کے بعد فیصلہ کر لیگی کہ جی ان کو گاڑڈ واپس دے دیں۔ پہلے دیکھیں کوئی اپنی جگہ محترم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جہاں ہماری عزت ہے ہم ایوان بالا میں بیٹھے ہوئے ہیں we are Parliamentarians کیا ہم لوگوں کو گاڑڈ زکی ضرورت ہی نہیں سیکورٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ ان لوگوں نے سب سے سیکورٹی لے لی اس کی گاڑڑی چوری ہو گئی ان کا کون ذمہ دار ہے۔ یا وہ جو جیسا بھی ہو ان کی محنت کی چیز تھی۔ تو آج کیا کورٹ ان کو وہ گاڑڑی لے کر دیں گی۔ یا کل کو ہم میں سے کسی کی جان چلی جاتی ہے اُس کے بعد کیا ہوگا۔ ان کے گھروالوں کو کیا وہ سنبھالیں گے۔ تو اس پر ایک رولنگ دے دیں اسپیکر صاحب! اس کے اوپر آپ کو strict کوئی ایکشن لینا پڑیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر داخلہ صاحب! یہ سیکورٹی کے حوالے سے چارچار جواب ہمارتھے، ان پر آپ لوگوں نے کوئی کام کیا ہے کہ نہیں کیا ہے؟

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔
جناب اسپیکر! یہ جو سیکورٹی کا مسئلہ جو ہے یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ خاص کر ان حالات میں اور تمام اراکین اسمبلی جو اپنے اپنے علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں میں ہر فرم میں ان کی سیکورٹی کے حوالے سے بات کی کہ بہت ہی ضروری ہے۔ لیکن ہمارے پاس عدالت کا ایک آڑ رہا یا جو آپ کو پہلے چارچار بندے دیئے گئے پرائیویٹ سیکورٹی وہ عدالت نے بند کئے تو ابھی اگر ادھر سے آپ لوگوں کی قرارداد کوئی جاتی ہے یا آپ لوگ کوئی سفارش دیتے ہو تو ہم لوگ BC سے آپ لوگوں کو دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر داخلہ صاحب! اس پر میں اپنی چیئرمیں کی جانب سے آج آپ کو یہ رولنگ دیتا ہوں کہ یہ جتنے بھی ہمارے ممبرز ہیں ان کو سیکورٹی فراہم کر دیں۔ اگر نیچے میں عدالت کا کوئی مسئلہ تھا تو میں جا کر پیش ہوں گا اور یہ اراکین کے جو مشکلات ہیں وہاں جو بھی نجح ہونگے ان کو بتا دیں گے۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: کس قسم کی سیکورٹی؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ جو چارچار آپ BC کے بول رہے ہیں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: BC کے ہم آپ کو دے دینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بیسی کے چارچار بندے جتنے ہو سکتے ہیں یا ایک پی ایز چاہے اپوزیشن کے ہوں، چاہے گورنمنٹ کے ہوں۔ کیونکہ صوبے کے جو موجودہ حالات چل رہے ہیں یہ ہمارے لوگ میں ہیں ہمارے ایک لمبی ایز ہیں، ان کی سیکورٹی

ہمارا اور آپ کا فرض بتا ہے۔ آگے جو بھی عدالت کا ہو گا اُس پر بحثیت میں چلا جاؤں گا۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: جی بالکل۔ آپ اس کیس کو بحثیت ڈپٹی اسپیکر pursue کریں۔ بی سی ہم لے کے دینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس آپ BC سے کر دیں، اگر انکا کوئی مسئلہ ہوا تو یہ matter میں اُنکے ساتھ solve کر دوں گا۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: ابھی ACS کو آرڈر چلا جائیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آج ACS داخلہ کو آرڈر چلا جائیگا چار چار بندوں کا جو ہے ایم پی ایز کیلئے۔ جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ریمارکس پاس ہوتے رہتے ہیں، وہ ڈیلی ان کے وہ چلتے رہتے ہیں۔ بات یہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کھیڑان صاحب! اگر آیا بھی ہوا تو وہ ہمارے معزز بجڑ ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: بندے لو اپنے چار چار نہیں وہ کہتا ہے کہ بی سی کا دوں گا۔ بی سی والے نہیں ہمارے اپنے ہوں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: ایک قرارداد پاس کر کے چھیجی ہے، جو یہ کہہ رہے ہیں، مگر اُس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ حالانکہ ایک قرارداد پاس کر کے یہاں پر زیرے صاحب نے قرارداد پیش کی تھی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: sir وہ جو ہے چار چار، ملک صاحب ایک منٹ، چار چار بندے آج سے نہیں، بیس سال سے جو بھی ایم پی اے منتخب ہو کے آتے ہیں اُنکے اپنے ہوتے ہیں، ان کے اپنے قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ صرف اس کو انکے FAB سے انکو سلسلہ جاتا ہے جب وہ tenure ختم ہو جاتا ہے تو وہ اسلسلہ جمع ہو جاتا ہے۔ تو ہمارا عرض یہ ہے کہ کورٹ نے as such کوئی کسی چیز پر ایسا written میں فیصلہ نہیں بھیجا ہے۔ انہوں نے ریمارکس پاس کیے ہیں۔ تو اگر کوئی ایسی چیز ہوتی ہے تو ہوم منشہ چلا جائیگا یا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بندہ چلا جائیگا یا آپ کے good office سے کہ جی یہ یہ مجبوری ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر داخلہ صاحب! دے دیں اگر کوئی مسئلہ ہوا تو گورنمنٹ کی طرف سے آپ یا میں چلا جاؤں گا، وہ بھی ہمارے اپنے نجی ہیں، ان کو بتا دیں گے کہ حالات کیا چل رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پشتہ میں وہ کہتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔

میر اختر حسین لاغو: ایک لفظ بولوں گا جناب اسپیکر! میرے خیال سے حالات بلوچستان کے ٹھیک ہو گئے ہیں، نجی صاحبان نے ہماری سیکورٹی واپس لے لی تھی، میری وزیر داخلہ صاحب سے میں request بھی کرتا ہوں اور تجویز بھی

دیتا ہوں کہ جب حالات ٹھیک ہیں، ایم پی ایز کو کوئی threat نہیں ہے ہائی کورٹ نے ہماری سیکورٹی واپس لے لی، آپ نج صاحبان کے اور باقی جو آفیشل کو دیجئے وہ بھی واپس لے لیا حالات بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں ہمیں نہیں چاہیے۔ آپ جوں کے بھی واپس لے لیں کیونکہ ہائی کورٹ کا، اگر حالات ٹھیک ہیں ہائی کورٹ نے ہمارے ختم کیے تو پھر آپ انکی بھی لے لیں حالات ٹھیک ہیں ناہ ایم پی ایز کو threat ہیں نہ باقی آفیشل کو threat ہیں آپ ان سب کی بھی واپس لے لیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ وزیر داخلہ صاحب نے بیسی کی بات کی۔ ہمیں ایک لیویز والا ڈسی دے دیتا ہے لیکن ایک ہفتہ دس دن کے بعد وہ کہتا ہے کہ پولیو کے لوگ کم ہو گئے ہیں ہم اسکو واپس لے جا رہے ہیں۔ ایک ہفتہ کے لیے دس مہینے کے لیے پیش بھج رہے ہیں۔ یہ واپس ان کو، انکے آڑ منسوخ کر کے واپس لے جاتے ہیں۔ بیسی بھی بھی ہو گا۔ کل کوئی ہنگامی حالت ہو گی پھر بیسی کو بلا یا جائے گا۔ جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ وہ جو ایک عرصے سے ایک سلسلہ چلا آ رہا تھا، چار چار بندے جو ہر بندے کے اپنے اعتماد کے لوگ تھے، ان کو صرف سرکاری weapons دیا جاتا تھا اور کچھ ان کو سترہ ہزار یا پندرہ ہزار دیتے تھے وہی سلسلہ جاری رکھیں۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر داخلہ صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: اس پر جو ہے بالکل میں ان کو بلا ہتا ہوں دو تین بندوں کی کمیٹی بناتے ہیں۔ جس میں اپوزیشن کے بھی ہوں اور ٹریئری کے بھی ہوں۔ ایک میٹنگ کرتے ہیں اس پوزیشن کو واضح کرتے ہیں کہ یہ جس طرح نصر اللہ زیرے صاحب کہہ رہے ہیں کہ عدالت کے کوئی آڑ رنگیں ہیں۔ دیکھتے ہیں قانونی معاملات اُس کے سب آفیشل بھی بھی ہیں گے جہاں تک اختر حسین صاحب نے بات کی کہ نج صاحبان کی۔ جناب وہی بات ہے نج صاحبان کے پاس سیکورٹی ہے۔ وہی بیسی آپ کی پولیس، پرائیویٹ سیکورٹی گارڈ انکے پاس ایک بھی نہیں ہیں۔ تو وہی سیکورٹی گارڈ جو جوں اور دیگر کے پاس ہیں وہی ہم ان کو دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ پہلے یہ کوشش کریں کہ ہر ایم پی اے کو پرائیویٹ جوانکے باہر والے لوگ ہیں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: اس میں اگر معزز عدالت کی جماعت میرے خیال سے ہے، اگر کچھ ایسی جماعت نہیں تھی تو میں ابھی اسمبلی میں کہتا ہوں کہ میری طرف سے بحال ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر تھی بھی تو پھر گورنمنٹ اپنا موقف پیش کر دیگی۔

میر حملہ ملتی: انہوں نے کہا کہ ایک گن میں ہے انہوں نے یہ تو نہیں بولا کہ ایم پی اے صاحبان کے ساتھ ہیں۔

ایم پی ایز کی آپ permission دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں صرف ایم پی ایز۔

میر محمد عارف محمد حسنی: تو ان کو سپریم کورٹ میں اپیل کرنی چاہیے تھی انہوں نے اپیل نہیں کی ہے،

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس آپ اپنی طرف سے کر دیں اگر کورٹ کا کوئی ایشو آیا ہے تو یہ کیبنٹ والے مجرز جائیں انکو ایک کمیٹی بنایا کر کے دے دیں گے۔ میرے خلی سے وہ میں مردم شماری کے بارے میں میں اپنا وہ دے دیتا ہوں اُسکے بعد پھر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میرا ایک دوست مسجد بنارہاتا کروڑوں روپے کی، تو ایک بندہ آیا کہتا ہے کہ جی یہ مسجد تم بنا رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ جی ہاں۔ کہتا ہے یہ اپنے پیسوں سے بنارہے ہو؟ اُس نے کہا ہاں۔ کہتا ہے کہ اگر کوئی چندہ دے اس میں اپنا حصہ ڈالے تو آپ شامل کریں گے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں میں کروں گا تو کہتا ہے کہ سائیڈ پر آؤ ناں سائیڈ پر لے گیا، وہ روپے اس کو دیئے کہتا ہے یہ میرا حصہ ڈال دو ناں اس مسجد میں۔ توجہ مجھے victimize کیا جاتا تھا تو میں خاص کر ان سے مخاطب ہوں جو وہاں اوپر بڑے کیمرے لیکر کھڑے ہیں نا۔ ہر ایک نے اپنا حصہ ڈالا، سانحہ بارکھاں پتہ نہیں کیا کیا تین پچھلے اجلاس میں بھی میں نے کہا تین دن سے میں وہ جن کے بم سے یہ پیٹ چھلانی ہے جن کی ٹانگیں اُڑی ہیں تین دن سے میرے یہ چیمبر میں بیٹھے ہیں میں لیکر پھر رہا ہوں میں دور میں لگاتا ہوں یہ کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ تو کسی کو بے عزت کرنے کے لیے تو آپ باجماعت ہر ایک نے وہ وہ روپے والا حصہ ڈال لیا۔ آج میں نے اپنا ورثان اس دن بھی دیا تھا آج پھر میں گزارش کر رہا ہوں کہ کم از کم اُن کو، مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں سنیں قرآن پر ان سے پوچھ لیں کہ انکے ساتھ کیا ہوا ہے اُنکی ایک ایک فوٹو جوان کے جسم چھلانی ہیں سپلائیر کے ساتھ یا انکی ٹانگیں جو مصنوعی ایک نوجوان ہیں جس نے ابھی بہت ساری زندگی گزارنی ہے، اس کا مستقبل پڑا ہوا ہے وہ جس حالات میں میرے چیمبر میں موجود ہے تو میری اُن سے، اس میں بہت سارے لوگ تھے تو میری گزارش ہے کہ ابھی اجلاس کے بعد یا ان کو ایک نظر ایک اُن کا کاپ بنایں تو میں ان کا مشورہ ہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ موقع ملے گا سب کو۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر! کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ایک ہی صفت میں کھڑے ہو گئے محمود وایا۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز۔ جناب اسپیکر! جب اپوزیشن اور حکومت ایک ہی page پر کھڑے ہوں تو پھر اسمبلیاں صرف debatic club ہی رہ جاری ہے اور جس طرح پندرہ، میں منٹ ہمارے ممبران بولتے رہے کہ اُنکی سیکورٹی کو خطرہ لاحق ہے۔ اور ان کو جو ہے سیکورٹی دی جائے۔ بیشک و ڈھیک کہہ رہے ہوئے ہر انسان کی جو ہے جان بڑی عزیز ہے۔ اور اسکے لیے جو سے اختیار کرنے چاہیے۔ لیکن یہ عوام کی بھیجی ہوئی نمائندگی ہے، انہیں کی اسمبلی سے جو پہاں

بیٹھ کر انہیں کے معاملات اور مسائل کو حل کرتی ہے۔ آئے روز بلوچستان میں جو ہے ہشتنگر دی کے واقعات ہور ہے ہیں۔ عام لوگ مر رہے ہیں۔ ہماری سیکورٹی فورسز کی جوانوں کو جو ہے بیداری سے ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ بم دھماکے ہور ہے ہیں اور حالیہ کوئی نہیں پے ڈر پے دو دھماکے ہوئے۔ جس میں کئی معمول جانیں چل گئیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہمارے ممبران آج سر جوڑ کے بیٹھ جاتے کہ اس ناسور سے کیسے جان چھڑائی جائے۔ اور کوئی پالیسی معاملات میں بہتری لائی جائے۔ جس سے ہشتنگر دی ختم ہو جائے۔ اور لوگوں کی جان و مال محفوظ ہو جائے۔ لیکن ہم تو صرف اس بات پر ٹلے ہوئے ہیں کہ چار گارڈ زہمیں ملنے تھے وہ کیوں نہیں ملے خدا نخواستہ ہم پر کوئی حملہ نہ ہو جائے ہمیں کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ جناب اپسیکر یا اسمبلی پورے صوبے کو represent کرتی ہے پورے صوبے کے عوام کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری انہیں عوامی نمائندوں پر ہے۔ پالیسی سازی انہیں کام ہے لیکن بدستقی سے ہمارے وہ حضرات جو کابینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ حضرات جو کہتے ہیں دعویٰ کرتے ہیں عوام کے سامنے کہ ہم اپوزیشن میں ہیں، ویسے ہیں تو نہیں سارے ایک ہی page پر ہیں کوئی اپوزیشن اور کوئی حکومت نہیں ہے میری دوسری دفعہ میراٹرم ہے، 2008 میں بھی ہمیں کوئی اپوزیشن نظر نہیں آئی اُس وقت شاید سردار یار محمد رند صاحب تھے جو پانچ سال اسمبلی میں نہیں آئے۔ اور اُسی وقت اسی طرح کی گپ شپ ہوتی تھیں۔ اور دوسری مرتبہ بھی جو ہے مجھے نظر آ رہی ہے۔ جناب اپسیکر! بلوچستان تباہی کے دھانے تک پہنچ گیا ہے۔ پچھلے دنوں وفاقی وزیر داغلہ کی سربراہی میں مینگ ہوئی تھی۔ پھر یہاں چیف سیکرٹری صاحب نے مینگ کی۔ ادھر بلوچستان سے چینی اور آٹا سمگل ہور ہا ہے۔ اور وہ باقاعدہ سرکاری آفسران کی سربراہی میں ہو رہی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پورے ملک میں ایک کلوچینی پچیس روپے مہنگا ہو گئی ہے، آپ اندازہ کریں اس رمضان المبارک میں جہاں لوگ پورا دن روزہ رکھتے ہیں اور شام کو جب اظفار کے لیے بیٹھتے ہیں، جب چینی یا آٹا مہنگا ہو گا تو وہ کہاں سے afford کریں گے۔ پہلے تو ہم یہ حکومت اس صوبے پر ایک بوجھ بنی ہوئی تھی اب پورے ملک پر ایک بوجھ بن گئی ہے۔ اگر سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب اگر مجھے اجازت دیں مہینے مہینے تک ہمارے سی ایم صاحب کا نام و نشان نہیں ہوتا آیا وہ اعتکاف پر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی اس طرح کے خلوت خانے میں چلے گئے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ سے جو ہیں اُن کی عبادت کر رہے ہیں اور دوسری طرف صوبہ جل رہا ہے لوگ مر رہے ہیں لوگوں بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں کوئی اُن کی دادرسی کے لیے نہیں جاتا صرف سو شل میڈیا میں کچھ coordinators رکھے ہوئے ہیں پتہ نہیں پچھلے دنوں تو کوئی 32 باتا رہے تھے اب کوئی چالیس پچاس تک تو پہنچ گئے ہوں گے اُن کے videos and twitts ہم دیکھتے رہتے ہیں وہ ایک الیکسی picture پیش کر رہے ہوتے ہیں کہ جس طرح بلوچستان سو بیڑ لینڈ بن چکا ہے۔ اور یورپ کو ایک منظر پیش کر رہا ہے۔ لیکن آپ حقیقت میں دیکھیں جناب اپسیکر ایک سال سے صوبے میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو رہا، سارے کام نجmed ہو چکے۔

ہیں جو میڈیا میں باتیں چل رہی ہیں vacancies کے حوالے سے جو مارکیٹ میں rate کیتے جا رہے ہیں کوئی کہتا ہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ جی یہ نوکری جو ہے 5 لاکھ کی بک رہے ہے، کوئی کہتا ہے rate پچاس لاکھ تک پہنچ گیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ جی اس سے اور پر پہنچ ہو گیا ہے میں کسی پر الزام نہیں لگاتا لیکن جناب اپسیکر جہاں دھواں آپ کو نظر آئے گا تو اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں آگ لگی ہوتی ہے، کہیں نہ کہیں کچھ ہورہا ہے جو لوگ باتیں کر رہے ہیں جناب اپسیکر! اگر ہم دیکھیں ہمارے لوگ جو ہیں خود کشیاں کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں کہیں دیکھ رہا تھا کہ تربت اور گوارد میں دو ہفتوں میں چودہ پندرہ لوگوں نے خود کشی کی، جناب اپسیکر۔ سردار صاحب میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں بتارہا ہوں۔ جناب اپسیکر! زندگی اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہے اُس کو کوئی ایسے انسان ضائع نہیں کرتا، اس کے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ محکمات ہوتے ہیں آیا بے روزگاری بھی ہو سکتی ہے معاشرتی نا انصافی بھی ہو سکتی ہے اور بھی بہت سے معاملات ہو سکتے ہیں کہ انسان جو ہے ایک extreme قدم اٹھانے پر آ جاتا ہے تو جناب اپسیکر! اس کا مطلب ہے کہ اس حکومت اور اس اسمبلی نے اپنے فرائض پورے نہیں کیتے ہیں جو لوگ خود کشیوں پر مجبور ہیں۔ دوسری طرف ہمارے ممبر یہاں بیٹھ کر سینے پر ہاتھ مار کر کہتے ہیں کہ ہم جو ہیں اس ملک کے محبت وطن شہری ہیں ہم محبت وطن نمائندے ہیں اور پتہ نہیں وہ کس کو خوش کر رہے ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف آپ دیکھیں مکران میں لوگ جو ہیں پہاڑوں پر جا رہے ہیں خصوصاً جنوں جوان ہیں آخر کیا وجہ ہے کیا ان کو کوئی شوق ہے کہ پہاڑ پر جا کر وہاں اپنی زندگی کی پرواد نہیں کریں اور مرنے مارنے پر تیار ہو جائیں اس کا مطلب ہے کہ معاشرے میں نا انصافی اور زیادتی اپنے عروج پر ہے نا انصافی اور زیادتی کا ذمہ دار کون ہے حکومت۔ وہ حکومت جس کا کام ہے۔ آپ بیٹھیں آپ بیٹھیں آپ حکومت میں ہیں آپ کی وجہ سے حکومت کھڑی ہے آپ مجھے correct نہ کریں بعد میں بولیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا باتیں کر رہا ہوں۔ میں سو شل میڈیا پر باتیں نہیں کرتا، میں جو بول رہا ہوں (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: آپ تشریف رکھیں ممبر بات کر رہے ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اپسیکر، وہ زیادتیوں کا۔ آپ بولیں میں آپ کو نہیں بول رہا ہوں میں عوام کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ عوام کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ تو وہ ذمہ داری حکومت وقت پر آ جاتی ہے، جب حکومت کا سربراہ اُس کے بارے میں لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ سورہا ہے کوئی کہتا ہے عالم بزرخ میں ہے کوئی کہتا ہے اعتماد کا ف پر بیٹھا ہوا ہے کبھی آپ اندازہ کریں جناب اپسیکر! دنیا میں کہیں آپ نے دیکھا ہے کہ رات کے بارہ بجے کابینہ کی میٹنگ ہو رہی ہے اور صبح تک پوری دنیا میں لیکن بلوچستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں دن لوگ جو حکمران ہیں وہ سو جاتے ہیں گھوڑے پیچ کر اور راتوں کو جا گتے ہیں پتہ نہیں شب بیداری کر رہے ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں شاید مولوی حضرات کو پتہ ہوگا۔ مجھے تو نہیں پتہ شاید میرے اتنے مذہبی رجحانات نہیں ہیں۔ تو آخر

جب آپ کی حکومت ہی نہیں ہوگی وہ دن کو سورہ ہی ہوگی تو پھر دھما کے بھی ہوں گے خود کشیاں بھی ہوں گی لوگوں کی تزلیل بھی ہوگی سملنگ بھی ہوگی اور ظلم و جبر ہر طرف ہوگا۔ جناب اسپیکر! اس اسمبلی پر ایک فرض ہے جو عوام نے ان کو دیا ہوا ہے یہاں میں خدا نخواستہ کسی کو اس لیے بات نہیں کر رہا کہ مجھے کسی کے ساتھ بغرض ہے میں وہی بات کر رہا ہوں جو عوام بھگت رہی ہے جو میں آپ اختر لانگو ضیاء جان جتنے بھی نہ سندے ہیں عارف جان، خلیل جارح سب ہم دیکھ رہے ہیں کہ پہلک جو ہے کس طرح suffer کر رہی ہے۔ جناب اسپیکر! ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں ان کو نجحا میں صرف یہاں بیٹھ کر کہ چار گارڈ ہمیں مل گئے وہ لے لیے ہیں اس پر ہم رونا رور ہے ہیں لیکن جو کوئی میں پر درپے دو دھما کے ہوئے ہیں اور کچلاک کے جو دو پچھے اور بچی جو ہے وہ شہید ہو گئی اب ان کی ماں سے جا کر پوچھیں کہ ان کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ پہلے یہاں پر بیٹھ کر جب PSDP میں سردار نہیں تھے جب سملنگ ہو رہی تھی اُس میں شرکت دار نہیں تھے تو ہمیں سب کچھ یاد آ رہا تھا، ہمیں جو ہے پی گویرا کی جورو ح ہمارے ممبران میں آگئی تھی اور ایسے بول رہے تھے اب کہاں گئیں وہ تقریبیں اب کہاں گئے وہ نظریات اب کہاں گئی وہ قوم دوستی کیا اب بلوچستان ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ بلیدی صاحب۔ شکریہ۔

میر ظہور احمد بلیدی: میں آپ کو نہیں کہہ رہا میں عوام (مداخلت) جناب اسپیکر میں عوام کی ترجیحی کر رہا ہوں۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House، تشریف رکھیں آپ سب تشریف رکھیں۔ بلیدی صاحب تشریف رکھیں۔ اُسی پر آتے ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر! میں MPA ہوں مجھے اتنا حق ہے جتنا کسی اور MPA کو ہے۔ میری باقتوں میں کس کام میں نے نام لیا۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری صاحب کارروائی کی طرف آجائیں میں وقفہ سوالات۔ بلیدی صاحب تشریف رکھیں۔ ایجاد کی طرف آجائیں یہ کارروائی complete کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر مردم شماری پر رونگ دی جائے گی۔ جی۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔)

جناب محمد بنین خان خلجمی: پہلے مردم شماری پر آپ رونگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر میں دیتا ہوں۔ اگر آپ لوگ مجھے موقع دیں، سب کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ ملک صاحب! میں آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ اسد بلوچ کھڑے ہیں انکو میں نے time دیا ہے اُس کے بعد پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں مردم شماری پر رونگ آئے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میر اسد اللہ بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر رعایت و کوآ پریزوں): شکریہ اسپیکر صاحب! ہمارے معزز دوستوں نے کافی بات کی انہوں نے، مردم شماری کے حوالے سے، پچھلے روز بھی اس پر کافی debates ہوئی اور بحث ہوئی اور اچھے خیالات اور ایک قرارداد بھی پاس ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب کچھ ایسی چیزیں ہیں جو قدر مشرک ہیں، بلوچستان کے مفادات قدر مشترک ہیں، چمن سے لیکر گواڑتک بہت سے ایسی چیزیں ہیں ہمیں اکھٹے ہو کے ان چیزوں کو address کرنا ہے۔ بلوچستان کے وسیع تر مفاد میں اگر چیزوں کو دیکھا جائے شاید اس کا بہتر حل ہم تک سکیں۔ مرکز کی جانب سے بہت سے وقت میں بہت ہی ایسی زیادتیاں ہوتی ہیں لیکن اس کا ایک ہی حل یہی ہے، کہ ہم حقیقت پسندی پر جو سچائی ہے اس کا اظہار اس platform پر کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایک انفرادی حلتے کے حوالے سے آپ رونگ دے نہیں سکتے، کسی ڈویژن کے حوالے سے آپ کسی کی خواہشات پوری نہیں کر سکتے، لیکن بلوچستان کے مجموعی مفادات کے حوالے سے آپ رونگ دے سکتے ہیں، میری request آپ سے یہ ہے کہ مرکزی گورنمنٹ سے، جو انگی team ہے، آپ یہ رونگ ضرور دے سکتے ہیں کہ ہماری recommendation ہے میری رائے یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کو مزید ایک مہینے کا time دیا جائے یہ قدر مشترک ہوگا اور اس مسئلے کا حل بھی ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ چھوٹے پیانے پر ایک ایک ڈویژن اور ایک ایک district پر ہم جائیں شاید اس کا کوئی حل نہ نکلے۔ اسی لئے میں نے تھوڑا بہتر یہی recommendation سمجھا کہ میں آپ کی رہنمائی کروں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میر اسد بلوچ صاحب! آپ نے صحیح بات کی۔ جی۔ ملک نصیر صاحب مختصر ایک دو منٹ بات کریں پھر اپوزیشن لیڈر بات کریں گے پھر مردم شماری والا قصہ ختم کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! شکریہ۔ میرے خیال میں جس طرح مردم شماری پر ہمارے دوستوں نے بات کی، تو میں بھی مردم شماری پر ہی بات کروں گا جناب اسپیکر صاحب! آج کی میں نے مردم شماری کے جو ہمارے شماریات کے بلوچستان کا سربراہ ہے، ان سے ہماری ملاقات ہوئی۔ کوئئی کا یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ پہلے ہماری یہاں کوئئی کی آبادی 23 لاکھ کی قریب تھی، اب وہ 18 لاکھ تک پہنچ چکی ہے اس سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن ہم نے جب دیکھا کہ مردم شماری کے عملے، انہوں نے بہت ساری خانہ شماری تو کی ہے، 35 ہزار ایسے گھرانے رہ رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! جن پر انہوں نے خانہ شماری کی ہے لیکن اُنکے forms واپس collect نہیں کئے ہیں۔ تو 35 ہزار کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئئی شہر کے اندر انکی اسٹاف کم ہے، انکے لوگ کم ہیں، لوگوں تک نہیں پہنچ پا رہے ہیں تو اس طرح بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں تو ایسے لاکھوں لوگ رہ رہے ہیں اگر ہم اس کو آج سنجیدہ نہیں لیں، بلوچستان کی

آبادی و یے ہی بہت کم ہے اور اس مردم شماری میں ہماری آبادی بجائے بڑھنے کے گھٹ جائیگی تو میرے خیال میں یہ بلوچستان کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم ہوگا۔ تو ہماری بھی یہی request ہے، کوشش ہے کہ بلوچستان کے دور راز علاقوں میں، جب کوئی نہ میں 23 ہزار کے قریب گھرانے رہ رہے ہیں جن کی خانہ شماری ہو چکی ہے اس کو کم از کم ایک مہینہ extend کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی اپوزیشن لیڈر صاحب۔ اس کے بعد پھر آپ۔ اپوزیشن لیڈر بات کر لیں گے پھر اس کے بعد بھی شام لال آپ بات کر لیں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قاائد حزب اختلاف): بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ مردم شماری سے متعلق تو قرارداد اسمبلی کی پاس ہوئی ہے، اُس پر عملدرآمد اور جس طریقے سے اسد صاحب نے تجویز پیش کی اس کو بھی آگے چلایا جائے تاکہ لوگوں کے حقوق محفوظ رہیں۔ کوئی متعلق میں عرض کروں گا جناب اسپیکر صاحب! اس کیلئے نہ کسی تفہیش کی ضرورت ہے نہ اس کے لئے کسی تحقیق کی ضرورت ہے، ایک بھومنڈا مذاق ہے جو کوئی کے ساتھ ہوا ہے اور اس کا strict action بھی ہونا چاہیے، جو لوگ اس میں ملوث ہیں انکو اس سلسلے میں سزا بھی ملنی چاہیے۔ یہ ایک عجیب ساذاق ہے، بہت زیادہ زیادتی ہو رہی ہیں اور اس قسم کی زیادتیوں کو اگر آپ کے توسط سے نہیں روکا گیا تو یہ ظلم اور یہ جبر جو ہے وہ آگے بھی چلتا رہے گا تو میری گزارش یہ ہو گی کہ کوئی کی آبادی پر strict action لیا جائے اور کوئی کی جو مردم شماری کی گئی ہے اور جس میں یہ مذاق کیا گیا ہے اس میں زیادتی کی گئی ہے اس کی فوری تحقیق کرائی جائے اور کوئی کی جو مردم شماری میں جو بھی لوگ رہ گئے ہیں جو بھی علاقے رہ گئے ہیں انکو فوری طور پر اس میں اس کا خلاپورا کیا جائے تاکہ کوئی کی آبادی جو اصل حقیقت ہے اُس کے مطابق ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

قاائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! آپ کے سامنے ایک MPA نے، بہت افسوس کی بات ہے کہ ایک ممبر صوبائی اسمبلی نے یہاں ہاؤس میں گاڑی کی چوری کا وادیا پہنچا ہے تو اس سے زیادہ ظلم کیا ہو گی کہ اب تک ایک اگر اسمبلی کے ہمارے ساتھی ہمارے اسمبلی کے ممبر ان اُنکی جان و مال کی حفاظت نہ ہو تو پھر باقی لوگوں کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ ٹائیس جانسن صاحب کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے جو اُنکی گاڑی۔ اس پر جناب آپ رونگ دیں اور جو بھی investigating پر جو لوگ ہیں یا جو بھی پولیس ہیں ان سے آپ strictly اُنکی گاڑی کی برآمدگی کا اور، جب انکا ادھر تک آواز، ایسے تو بلوچستان کے لاکھوں لوگ ہیں جن کی آواز یہاں تک نہیں پہنچتی جو یہاں آواز پہنچاتے ہیں اور انکو بھی اگر ignore کیا جائے تو بہت افسوس کی بات ہو گی۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی مکھی شام لال۔

مکھی شام لال لاسی: شکریہ، یہ جو موجودہ مردم شماری ہے، ہمیں پتہ بھی نہیں ہے کہ کہاں ہو رہی ہے۔ بہت ہی سست ہو رہی سے اس پر کام لیا جا رہا ہے جہاں ہماری اپنی minority کے لوگ ہیں وہ بھی ہمیں کہتے ہیں کہ ابھی کوئی خانہ طریقے سے وہ نہیں ہو رہی ہے، تو میں یہ محسوس کرتا ہوں اس کو کافی time لگے گا تو اس کو مزید دینا چاہیے تاکہ یہ proper طریقے سے ہوتا کہ ہماری پوری مردم شماری ہوتا کہ لوگ کچھ اس میں رہنے جائیں۔ جہاں تک دوسری بات ہے کہ سر اس دوران ہمارے تقریباً minority کے لوگوں کی آبادی بھی کافی، ضایاء صاحب تھوڑا سا آپ پر بھی میں ذکر کروں گا آپ نے بڑا ہمیں گن میں دے رہے تھے تھوڑا دو منٹ ہمیں بات کرنے دیں۔ اس وقت سر! ہماری آبادی بہت بڑھ چکی ہے minority کی اور ہمیں کافی عرصے سے یہ تین MPA چلے آ رہے ہیں کہ بلوچستان بہت بڑا وسیع رقبہ ہے جہاں پر ہم لوگ کہاں پہنچنے نہیں پاتے جیسے خلیل جارج نے بات کی ووٹ تو سب لیتے ہیں ہم لوگوں سے ہماری minority کے لوگوں سے سب ووٹ ہمارے سب بڑے لوگ ہی لیتے ہیں مگر ہمیں ایک انداز سے مخصوص سیٹوں پر لایا جاتا ہے اور لوگ ہم پر ہی توجہ مذکور کر رہے ہیں کہ ہم اسکے مسائل حل کریں جب کہ اتنی بڑی آبادی بلوچستان کی ہے جس کی ہم لوگ اس طرح اُنکے مسائل حل نہیں سکتے ہیں۔ اس لئے یہ مخصوص سیٹوں کو یہاں بڑھایا جائے۔ جبکہ اتنی بڑی آبادی بلوچستان کی ہے کہ جس کی ہم لوگ اس طرح اُن کے مسائل حل نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لیے یہ مخصوص نشتوں کو بڑھایا جائے یا کوئی اور طریقہ کار کیا جائے۔ اُن حضرات سے بھی میری request ہے کہ مہربانی کر کے وہ بھی اقتضاؤں کے لیے بھی وہ اپنے فنڈز سے یا اُن پر ترجیحی بنیادوں پر اُن کے لیے رکھیں۔ صرف minority کے تین MPAs پر یہ لاگو نہیں ہے کہ وہ سارے مسائل حل کریں۔ جہاں تک ہے کہ ہماری جو ملازمتیں ہیں وہ بھی ہم سے پوچھتے رہتے ہیں مگر ابھی تک نہیں ہوئے ہیں۔ ضایاء صاحب سے میری request تھی ضایاء صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم وہ چار آدمی دینگے۔ جب میں شروع سے آیا تو میں نے ایک آدمی کے لیے ضایاء صاحب سے request کی جس کو میرے خیال میرا یہ چار سال پورے ہو گئے مگر مجھے وہ ایک بندہ بھی نہیں مل سکو رہی کا۔ ابھی شاید اللہ کرے کہ وہ ہمیں provide کریں تو یہ سیکورٹی خدشات ہیں سر! یہ بات نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ ہمارے MPA اگر محفوظ نہیں ہوں گے، کہیں نہیں جا سکیں گے تو باقی ہم اور کیا ہے عوام کے لیے واقعی پریشانی ہے، ہم دیکھ رہے ہیں، روز بروز اس طرح ہو رہے ہیں۔ جیسے ظہور صاحب نے کہا کہ یہ ابھی اس طرح ہو رہے ہیں۔ تو ظہور صاحب والوں کی اُس دور میں بھی اسی طرح ہو رہا تھا۔ یہ ہزارہ لوگوں کے اوپر کتنے قاتلانہ حملے ہوئے، کتنے بلوچوں پر ہوئے کیا ہوا۔ یہ بدامنی پھیلتی جا رہی ہے جس میں ہم لوگ سب ذمہ دار ہے۔ نہیں کہ ان کی زمہ داری سے ارے، ہم سب اس کے ذمہ دار ہے تو یہ اس پر گورنمنٹ کو واقعی مخصوصی توجہ دینی

چاہئے۔ پیک اگر مردی ہیں تو یہ ہم پر ہے، ایک تو قدرت کی طرف سے بھی ہم لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے کہ ہم لوگ یہاں اسمبلی میں بیٹھ کے اگر ان کا تحفظ نہیں کر سکتے ہیں تو پھر ہمیں یہاں پر بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے؟ دوسری بات سر! یہاں پر ایسے آئے اور چینی وغیرہ کی بالکل شدید قلت ہے، ہم نے وہاں پر دیکھا کہ ہمارے جو مرسوں میں جو بچے چھوٹے غریب پڑھتے ہیں ان لوگوں کو سرگندم تک provide نہیں ہو رہی ہے مل نہیں رہی ہے بازاروں میں۔ تو مہربانی کر کے سر اسی طریقہ سے آپ DC کا، گورنمنٹ کے کوٹھ سے ہمیں گندم provide کی جائے تاکہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھوک سے نہیں مر جائیں۔ تو مہربانی کریں کہ اس پرولنگ دیں تاکہ گورنمنٹ کے کوٹھ سے ہمیں گندم مل جائے، اُسی ریٹ پر مل جائے۔ چونکہ یہ سرآئے کی بڑی shortage ہے حقیقت بتا رہا ہوں کہ وہاں پر اتنا ایک تو مہنگا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے بالکل صحیح کہا مکھی شام لال اس پر جو ہے، شکر یہ۔

مکھی شام لال لاسی: sir ایک منٹ مجھے بات کرنے دے۔ ملک صاحب دو منٹ، نہیں میں میں بات کر رہا ہوں ملک صاحب ذرا مجھے پوری کرنے دیں۔ یہ سر ہمارے ایک MPA اگر اس کی جو گاڑی چوری ہو گئی یہ بہت بڑی زیادتی ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی گاڑی کو ہر صورت میں برآمد کیا جائے ورنہ گورنمنٹ اس کو گاڑی provide کریں جب تک اس کی گاڑی برآمد نہیں ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ بچارہ ہمارا غریب MPA ہے اور اس کے ساتھ آگے جانے کے لیے بھی بڑی مشکل ہے تو مہربانی کر کے گورنمنٹ اس کا مسئلہ حل کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ جی

ملک نعیم بازی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹکسیمیشن): جناب اسپیکر صاحب یہ مردم شماری کے لحاظ سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ 22,23 لاکھ کوئٹہ کی آبادی ہے ابھی جو ہے کم ہو گئی پتہ نہیں 18 لاکھ تک ہو گئی۔ یہ مرغی کے بچے تو نہیں ہیں جو ذبح کریں تو کم ہوئے گا یہ تو انسان ہے انکی آبادی زیادہ ہونی چاہیے اور ہونا چاہیے۔ ابھی یہاں تک پہنچ گئی 18 لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ کدھر گئی، یہ اس کو صحیح ہونا چاہیے اس کے لیے مزید time ملنا چاہیے۔ دوبارہ ایک مینے کا time ملنا چاہیے اور دوبارہ اس کی مردم شماری ہونی چاہیے۔ ابھی ایسے ایسے علاقے میں وہاں پر آبادی ہے نہیں تو انکی بڑھ گئی۔ کوئٹہ میں یہ کی وجہ سے یہاں پر انتارش ہے تو اسکی آبادی اتنی کم ہے تو یہ ان کی دوبارہ مردم شماری ہونی چاہیے۔ بہت بہت شکر یہ اسپیکر صاحب۔

مکھی شام لال لاسی: sir مردم شماری پرولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالائق ہزارہ صاحب مردم شماری پر بات ہے اُس پر ایک رولنگ آرہی ہے اگر آپ اسی حوالے سے بات کرنا چاہرے ہیں تو دو منٹ پیش کر لیں اگر۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل و ثقافت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب یقیناً آج کوئی نہ صرف کوئی بلکہ کوئی اور سارے بلوچستان کا ہے۔ پورے بلوچستان کا capital ہے سب کا تعلق ہے یہیں سے ہے، چاہے جہاں بھی رہتا ہے چاہے واٹک میں رہتا ہے، چاہے چانگی میں رہتا ہے، کہیں بھی ہے اُس کا ایک گھر کوئی میں ضرور ہے۔ اس لیے کوئی کے حوالے سے یہیں بہت سنجیدہ ہونا چاہیے آج بفضل خداوند کوئی کے جتنے بھی یہاں representatives ہیں وہ سب یک زبان ہیں کہ مطلب ہمارے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے اور خصوصاً میں اپنے حوالے سے، اپنے تجربہ کے حوالے سے میں بتاتا چلوں کہ آپ باور کر لیں کہ میرے گھر کے سامنے جو عورت آئی اور ایک پولیس والے کے ساتھ، آپ باور کر لیں کہ وہ چونکہ میرا مری آباد جو ہے آدھا مری آباد جو پہاڑوں پر ہے، اسی طرح ہمارا آدھا پشتوں آباد جو ہے پہاڑوں پر ہے۔ تو یہاں پر چڑھنے کے لیے بہت زیادہ جب ان کو دشواری ہوتی تھی اور یہ سارے avoid کرتے تھے وہاں پر جانے سے۔ تو اس لیے یہ نا انصافی ہوئی ہے اس پر مطلب ہم کمشنر سے بھی مطالبه کرتے ہیں، ادارہ شماریات سے بھی مطالبه کرتے ہیں کہ ان کی proper investigation کیا جائے اور لیا جائے ان کے خلاف۔ بہت بہت مہربانی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ ہی order in the House سیکرٹری ادارہ شماریات اور صوبائی کمشنر ادارہ شماریات! بلوچستان میں حالیہ مردم شماری کی بابت ارکین اسمبلی کے تحفظات ہیں کہ اب تک مکمل طور پر تمام علاقوں میں مردم شماری کا عمل مکمل نہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے صوبے کی مختلف علاقوں کے لوگ مردم شماری سے محروم رہ گئے ہیں۔ اس بابت مورخہ 10 اپریل 2023ء کو قرارداد بھی منظور ہوئی کہ بلوچستان میں مردم شماری کا time period کو مزید دو ماہ بڑھایا جائے۔ اس پر فوری عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے مزید برآں اکثر علاقوں جن کی آبادی کم اوز زیادہ ظاہر ہوئی ہے، جس پر بھی لوگوں کے تحفظات ہیں، اس بارے میں بھی بلوچستان اسمبلی کو تفصیلی report فراہم کی جائے۔ شکریہ آپ لوگوں کا۔ بس یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے صرف کوئی کا مسئلہ نہیں ہے۔ دیکھیں اگر دو میہنے بڑھے گا time period تو آئیں کوئی کے جو علاقے رہ گئے ہیں ان میں بھی جو ہے لوگ جائیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: باقی کی زیادہ ہوئی کوئی کی پانچ لاکھ کم ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پورے بلوچستان کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر یہ کوئی آبادی پانچ لاکھ کم ہوئی ہے۔ کوئی کا ذکر تو آپ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر جو ہے تفصیلی رپورٹ بھی ہمیں بھیجی جائے گی۔ کوئی کا بالکل۔۔۔۔۔ (مداخلت۔ شور معزز

رُکن بغیر مائیک کے یو لے تر ہے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں بات سنیں، یہ جو رو لنگ آئی ہے، بات سنیں زیرے صاحب! پورے بلوچستان کے لیے رو لنگ آئی ہے، دو میینے اگر time بڑھ جائے تو اس میں یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

جناب محمد بنین خان خلجی: آپ ایک کمیٹی بنائیں تاکہ گورنر صاحب یا سی ایم صاحب یا چیف سینکڑی وہ جائیں۔ وہ لوگ اس کو اگر pursue ہی نہ کریں تو پھر کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھیں گورنراوزر اعلیٰ کی کمیٹی اسپیکر نہیں بنا سکتا ہے، وہ جو ہے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ خود اس مسئلہ کا کوئی حل نکال لیں گے۔ ایکسا نئے اینڈ کمیکسیشن کے جتنے بھی سوالات ہیں ان کو dispose off کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ وزیر بھی نہیں ہے اور محکمہ بھی نہیں آئے ہیں۔ زادبعلی ریکی صاحب معدنیات سے متعلق آپ سوال دریافت کریں۔ وہ کہاں پر گئے ہیں؟ عمرے پر گئے ہوئے ہیں۔

جناب بنین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب! میں دو منٹ بات کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں، یہ معدنیات کے سوال کے حوالے سے؟۔ وقفہ سوالات جو ہیں dispose off کیے جاتے ہیں۔ جی۔

جناب محمد بنین خان خلجی: دیکھیں یہ ایک بارکت مہینہ ہے اور ہم لوگ سب روزے کی حالت میں ہیں شکر الحمد للہ ہر بندہ مسجد اقصیٰ کے اوپر جو ہے جس طرح کاظم وہاں پر شروع ہے، نہ وہ، آپ یقین کریں کہ ہم اگر سارے پاکستانی، ہم سارے مسلمان، پوری دُنیا کے ہماری مسجد اقصیٰ کے ساتھ لا إله إلا اللہ محمد رسول اللہ کا تعلق ہے۔ ہماری دل آزاری ہوئی ہے اور اتنی حد تک ہوئی ہے کہ اب ان کی ظلم کی انہتا ہو گئی ہے۔ تو ہمارے بلوچستان اسمبلی سے بھی اور خاص طور پر پاکستان سے ایک مستحکم جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بنین خلجی صاحب! اس پر ہفتہ والے دن میڈم بشری رند صاحب کی طرف سے قرارداد لائی جائے گی۔

جناب محمد بنین خان خلجی: میں اپنے حساب سے بات کروں گا بھی میں بات کر رہا ہوں اسپیکر صاحب۔ ہماری سب کی دل آزاری ہوئی ہے ہم اس حوالے سے بلوچستان کے اندر اور خاص طور پر بلوچستان اسمبلی سے ایسی آواز جانی چاہیے کہ بھائی فلسطین کے ساتھ ہم لوگ شانہ بثانہ کھڑے ہیں، ہمارے حضور پاک ﷺ وہاں سے معراج پر گئے تھے، وہاں پرانہوں نے عبادت کی ہے۔ تو یہ ایک ظلم ہوا ہے، ہم سارے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اس حوالے میں اپنے احتجاج میں میں فلسطین کے ساتھ ہوں اور میں اسرائیل کے جنڈے کو چھاڑتا ہوں۔ میں یہ چھاڑتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: توجہ داؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں، جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ وزیر برائے مکملہ داخلہ و قبانی امور کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی

جانب مبذول کرتا ہوں کہ سنجاوی میں سورخہ کیم اپریل کو مولوی محمد عارف دمڑ کی شہادت، 09 اپریل کو کچلاک میں دو پولیس اہلکاروں کی شہادت، 10 اپریل کو کوئٹہ شہر کے قندھاری بازار میں بم دھما کے کے نتیجے میں دو پولیس اہلکاروں سمیت چار افراد کی شہادت، سریاب روڈ نزد عارف گلی میں پولیس وین پر حملہ جس میں باپ بیٹا خی ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورخہ 11 اپریل کو صبح سویرے کچلاک میں پولیس اہلکاروں پر حملے کے نتیجے میں چار پولیس اہلکاروں کی شہادت کا ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ لہذا کوئٹہ شہر اور اسکے مضافات میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کی باہت حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ تفصیل فراہم کی جائے جناب اسپیکر یہ توجہ دلا و نوٹس۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان ہے و منٹ تشریف رکھیں۔

(خاموشی۔ اذان)

جناب نصر اللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! وہ فارسی میں کیا کہتے ہیں کہ ”اے باد صبا این ہما آور دہ تو است“۔ یہ جو دہشتگردی کے واقعات ہو رہے ہیں دراصل جناب اسپیکر ہمارے ملک کے حکمرانوں کی جو پالیسیاں رہی ہیں گزشتہ چالیس پچاس سال میں، اس ملک کو بجائے اس کے کے ایک فلاجی ریاست بننے یا تعلیم ہوں، علاج ہوں، لوگوں کے لئے یہاں روزگار کے موقع ہوں۔ ہمارے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہماری اسٹبلشمنٹ کی غلط خارجہ اور داخلہ پالیسی کی وجہ سے یہ ملک ایک سیکورٹی اسٹیٹ بن گیا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیے کہ ہمارے اس صوبے کا سالانہ کوئی سانحہ، سترارب روپے سے زیادہ ہم امن و امان پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ گزشتہ چند دنوں میں کیم اپریل کو سنجاوی جو ڈسٹرکٹ زیارت کا علاقہ ہے اُس کا ایک علاقہ ہے اغبرگ، وہاں پر نہ کمی سڑک ابھی تک بنائی گئی ہے نہ وہاں کوئی سہولت دی گئی ہے۔ سنجاوی اغبرگ کا علاقہ ہے وہاں ورثانگ کے مقام پر مولوی محمد عارف صاحب اور اسکے ساتھی، وہ سنجاوی سے جا کر کے فاروقیہ مڈل سکول کے لیے کتابیں لے کر جا رہا تھا۔ اُن کو روکا گیا اور اُن پر گولیاں چلائی گئیں۔ اُن کو لوٹا گیا وہ بیچارہ مولوی محمد عارف دمڑ شہید ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسی مقام پر سول ڈپسٹری کٹوپی کے دو ملازم بھی اس علاقے میں وہ زخمی ہوتے ہیں، پولیس، لیویز اہلکار عثمان دمڑ اور حیدر صافی زخمی ہوتے ہیں، اُن سے موڑ سائیکل چھینی جاتی ہے، اور ان مقامات پر متعدد واقعات ہوتے ہیں۔ وہاں پر زیارت میں آپ کا ڈپٹی کمشنر صاحب، اسٹنٹ کمشنر صاحب ہے باقی فورس ہے۔ لیکن مجال ہے کہ وہ ان ڈکیت اور ان چوروں کے خلاف کوئی اقدام اٹھائیں۔ اور اس وقت سنجاوی میں ہڑتال ہے ملازم میں کی اُنہوں نے وارنگ بھی دی ہے کہ اگر مولوی عارف صاحب کی قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا تاہم مزید وسعت دیں گے۔ جناب اسپیکر اب جبکہ ٹارگٹ کیوں پولیس ہے؟ کیوں پولیس کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے؟ کیوں لیویز کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے؟ اس لئے تاکہ ان کا moral نجاح آجائے اسینے بندوق پھینک لیں۔ قصدًا اس طرح کا احوال بنالیا گیا تاکہ

پولیس والے وہ اپنا کام چھوڑ دیں لیویز والے اپنا کام چھوڑ دیں۔ ہم نے بارہا کہا کہ آپ لیویز کو جو ہماری فورس ہے جو ہماری وہاں وفاتی لیویز تھی 5200 اُس میں 2016ء میں 93 نوجوان مزیدائیں بھرتی کیے گئے۔ اب آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کمیٹی بنائی ہے so called کمیٹی اُس نے سفارشات کی ہے وفاتی لیویز جو ہے نہ وہ مردہ فورس ہے اُسکو ختم کیا جائے۔ کیوں ختم کیا جائے؟ اُس کو آپ صوبائی لیویز میں ختم کرو، اُن کو پیش دے دو، اُن کو پرموشن دے دو اُن کو well اسلحہ وغیرہ تربیت ان کی کر دو۔ لیکن انہوں نے یہ رپورٹ تیار کی ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے وفاتی لیویز سے متعلق، جو کم از کم ہمارے لیے اور منشہ صاحب آپ کے لیے ناقابل قبول ہونا چاہیے جو انہوں نے وفاتی لیویز کے متعلق کیا ہے۔ وفاتی لیویز اُن کو صوبائی لیویز میں ختم کر کے اُن کی پیش، اُن کا service structure اور اُن کو پرموشن دی جائے۔ یہ اُن کی رپورٹ ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! میری بات پولیس پر ہے کہ پولیس پر حملے اس لیے ہو رہے ہیں تاکہ پولیس کا محکمہ جو ہے جو اصل کا میں ہشتنگر دی سے منٹنے کے لیے اُن کا moral گرا یا جائے۔ اور جناب اسپیکر! جو ریاست نے پالیسی اختیار کی ہے۔ جب افغانستان میں انہوں نے مذکورات کیے خود جناب عمران خان صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے پتا نہیں کتنا ہزار ہشتنگر دوں کو پلٹ نہشنسی سے چھڑایا۔ آج سے دو دن پہلے خواجہ آصف صاحب وزیرِ دفاع ہیں آپ کے ملک کے اُس نے خود تسلیم کیا کہ ہم نے آٹھ ہزار ہشتنگر دجو ہیں ناں وہ لائے۔ جب آپ نے ہشتنگر دلائے تو ہشتنگر دپھر حملہ تو کریں گے۔ پھر انہوں نے نیشنل سکیورٹی کمیٹی کا اجلاس کیا آج سے چار پانچ دن پہلے، سیکورٹی کے اجلاس میں نیشنل سکیورٹی کے اجلاس میں تسلیم کیا گیا کہ ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے مذکورات کیے، ہم نے ان ہشتنگر دوں کو چھڑایا۔ اب جب آپ نے ہشتنگر دوں کو چھڑایا اب تو حملے ہو گئے۔ اب تو جب آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے دوبارہ شامی وزیرستان میں، جنوبی وزیرستان میں، واڑہ میں، میر علی میں، دیگر علاقوں میں آپریشن کرنا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دوبارہ پشتون عوام کو IDPs بناوے گے آپ لاکھوں پشتون خواتین کو IDPs بناوے گے آپ اُن کے شہروں کو تباہ و بر باد کریں گے۔ جناب اسپیکر اصل منصوبہ یہ ہے کہ وہ قبائل کے resources پر اُنکی نظر ہے۔ جس طرح ریکوڈ ک پر اُنکی نظر ہے، جس طرح سینڈک پر اُنکی نظر ہے جس طرح ہمارے کوئلوں پر ہماری معدنیات پر اُنکی نظر ہے۔ اسی طرح قبائل کو وہ بے دخل کریں گے قبائل کو نکالیں گے اور پھر جا کر کے وہ وہاں آپ نے اپنے وسائل لوٹیں گے اور ہشتنگر دخود ریاست نے لائے خود وزیر اعظم شہباز شریف نے تسلیم کیا ہے کہ یہ ریاست نے خود لائے ہیں نیشنل سکیورٹی کمیٹی کے اجلاس میں۔ اب جبکہ پی ڈی ایم کی حکومت ہے، پی ڈی ایم والوں کا فرض ہے کہ وہ اس کا نوٹس لے لیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے یہ جو ہشتنگر دی کا جواہر آگئی ہے ہمارے پولیس والوں کے خلاف، لیویز والوں کے خلاف، ان بیچاروں کا تو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے جائے جہاں بھی ہوان کو وہ نہیں دی جا رہی ہیں دوسرا جانب جو ادارے ہیں اُن کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔

جناب اسپیکر! اس دہشتگردی کا ہم سب شکار ہوئے ہیں، ہماری پارٹی کے صوبائی صدر عثمان خان کا کڑوہ اس دہشتگردی کا شکار ہوئے وہ شہید کئے گئے۔ عارف وزیر شہید کو کیا گیا۔ ارمان لوئی شہید ہوئے۔ ہمارے دیگر شہداء ہوئے ہیں۔ تو میں حکومت سے پوچھنا چاہ رہا ہوں، کہ کیا حکومت، کیا وہ صرف اس بات پر بیٹھی ہے کہ بس دھماکہ ہو جائے۔ میں بھی جاؤں ہا سپیل وزیر داخلہ بھی جائے، باقی بھی جائیں۔ نہیں آپ پالیسی بنائیں۔ آپ سول اداروں کو انتخابی دے دیں۔ آپ پولیس کو انتخابی دے دیں، آپ لیویز کو انتخابی دے دیں، ان کو جو ہے نا اسلحہ و تربیت دے دو، ان کو منٹنے دے دو ان دہشتگردوں کے ساتھ پھر جا کر آپ دیکھیں گے کہ دہشتگردی کنٹرول ہو گی یا نہیں۔ کنٹرول اسلئے نہیں ہو گی کہ کوئی دہشتگردی کرا رہا ہے ان سے۔ کوئی دہشتگردی کرا رہا ہے ان سے تا کہ میں پھر کہوں گا تا کہ ہمارا لیویز اور پولیس کا مورال یونچ آ سکے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر داخلہ صاحب۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبلی امور و پی ڈی ایم اے) ﴿سِمِ اللہِ ارْحَمْنَ الرَّحِيم﴾۔ جناب سب سے پہلے تو ایک معزز رکن پیپلز پارٹی نے ہمارے حکومت کے بارے میں ہمارے چیف ایگریکٹیو کے بارے میں کچھ سوالات اٹھائے۔ ان سوالات ظاہر ہے آج کل یہ فورم بہت بڑا فورم ہے۔ یہ عوام کا فورم ہے۔ ادھر سننے والے بھی ہے اور یہ آج کل سو شل میڈیا کا دور ہے۔ تو حکومت پر اور وزیر اعلیٰ پر ضرور سوالات اٹھتے ہیں۔ جن کا جواب دینا حکومت اپنی ذمہ دار سمجھتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان جو نصر اللہ زیرے صاحب بھی میری باتیں غور سے سُنیں، آج تک جس لپスマندگی کا شکار ہے یا پاکستان، اُس کی سب سے بڑی وجہ ہم ہیں۔ اور اُس کے بعد جو ہے میں سمجھتا ہوں ہمارے عوام بھی اس میں شامل ہیں۔ ہم یہ سیاستدان ہر وقت ایک مذاق کے لئے اپنی پارٹیوں کو تبدیل کرتے ہیں اپنی پالیسیوں کو تبدیل کرتے ہیں۔ اور ہر چیز ہم اپنی سیاست کے لئے جب ہم ادھر بیٹھتے ہیں تو ہماری باتیں کچھ اور ہوتی ہیں۔ اگلی دن چوبیں گھنٹے آپ ہمیں ادھر بیٹھا دیں ہماری باتیں چوبیں گھنٹے میں تبدیل ہو جائیں گی۔ یہی ظہور صاحب، یہی ہمارے دوست، ہم پچھلی حکومت میں ساتھ تھے۔ ہماری سینئر ہیں، ہماری دوست رہے ہیں۔ اُسی وقت یہ جو تمام ایشوز تھے۔ ان میں سے ایک ایشو مجھے بتائیں کہ یہ 75 سال میں جو پاکستان چل رہا ہے، نہیں تھا، چینی اور آٹا کی سماں گنگ اسپیکر صاحب! یہ آج اس کے دور میں شروع ہوا ہے۔ لیکن یہ بھی اُسے بری الذمہ نہیں ہے یہ گورنمنٹ بھی نہیں ہے۔ میرے پاس ثبوت ہے۔ میں نے اس پر ایکشن لیا ہے۔ میں چیف سیکرٹری کو کہا ہے۔ میں نے اسے ایس ہوم بیٹھے ہوئے ہیں ان کو کہا ہے۔ کہ اس پر فوراً یہ تو آج اس پر بات کر رہا ہے میں نے اُسی دن جب سو شل میڈیا پر ایک بات چلی تھی۔ میں نے اسی دن جو ہے اس پر ایکشن لیا تھا۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب کا ہمیں مکمل سپورٹ ہے آپ لوگ as چیف ایگریکٹیو مجھے ایک بات بتائیں کہ کسی ڈیپرمنٹ کا

کوئی چیف سیکرٹری بتا دیں کوئی سیکرٹری بتا دیں کوئی ان کا کوئی فائل کا مسئلے مسائل ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ٹائم نہیں دیتے ہیں۔ کہ کوئی ایم پی اے کوئی منظر مجھے بتا دے کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ میں یا کوئی کام وزیر اعلیٰ کی وجہ سے رہ رہا ہے۔ ان کے حلقوے میں کوئی وزیر اعلیٰ کی وجہ سے کام رہ رہا ہے۔ وہ فائل جو چوبیس گھنٹے میں کوئی وزیر اعلیٰ آج تک نہیں بن کا تا تھا۔ اب جاتے ہیں تو ہمارا فائل اگلے دن پہنچ چکا ہوتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے اپنے آفس میں بیٹھ کر فوٹو سیشن کریں۔ اور لوگوں کو دکھائیں کہ میں کام کر رہا ہوں۔ ہم ان کے ساتھ دن رات رہتے ہیں۔ وہ چاہے گھر میں بھی ہوں، بیٹھے ہوں، ان کے تمام شاف ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ اپنے روزمرہ کے کام اُسی نسبت کر رہے ہوتے ہیں۔ باقی مالی مسائل کا جس طرح انہوں نے کہا ذکر کیا دیکھیں یہ ایسا ٹائم آیا ایک ایسا وقت آیا کہ بلوچستان پاکستان کے لوگوں کو ایک ٹائم کا کھانا کھانے کو دینے کا مسئلہ ہو گیا تھا۔ سارے پاکستان کے فیڈرل پی ایس ڈی پی، سارے پاکستان کے خزانے نے، بلوچستان سب نے فنڈ روک دیئے۔ خدا نخواستہ یہ معاملات چلے تو ہم اپنے لوگوں کو کیا دینگے، ہم اپنے لوگوں کو کیا فوڈ دینگے۔ ہم ان کو رہنے کے لئے کیا جگہ دینگے۔ ساری اسکیمیں روک دی گئیں۔ جب یہ مسئلے مسائل حل ہوں گے۔ ہماری اپنی اسکیم ابھی حلقوے کے ریلیز ہو گئے ہیں۔ اور جاری ہو رہے ہیں۔ اور جہاں تک ظہور صاحب نے کہا کہ ملازمتوں کا ریٹروپریٹ چل رہے ہیں۔ ظہور صاحب! میں اور آپ جب منظر تھے اُس وقت بھی اڑام چلتے تھے ریٹس ہیں۔ میں نے اس فورم میں اُس دوستوں نے بار بار یہ اڑام گورنمنٹ پر لگایا ہے۔ (مداخلت) میں نے آپ سے، آپ کو بات نا، ابھی آپ سنو نا، آپ جذباتی مت ہو جاؤ نا میں نے بات سنی۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر! یہ بار بار میر امام لے رہے ہیں۔ یہاں پر آپ جو ہیں جس گلی میں جائیں، جس بھی کنٹر پر جائیں لوگ کہہ رہے ہیں کہ پوسٹیں یک رہی ہیں۔ با قاعدہ ریٹ فنکس ہے۔ جناب اسپیکر! میں، (مداخلت) آپ نے میرا بار بار نام لیا ہے۔ میں آپ کو تفصیل سے سفارتا رہا۔ جناب اسپیکر اگر وزیر اعلیٰ جو ہے آخر یہ بتا دیں کہ ساڑھے چار سو دن ہوئے ہیں کہ وہ وزیر اعلیٰ اپنے ہوئے ہیں کتنے دن وہ اپنے دفتر میں گئے ہیں۔ رات میں بارہ بارہ بجے کیوں۔ (مداخلت شور)

جناب ڈپی اسپیکر: بلیدی صاحب! آپ دومنٹ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

میر ظہور احمد بلیدی: اس کا مطلب ہے کہ وہ سور ہے ہیں اُن کوئی تکلیف ہے، کوئی مرض ہے جس کے علاج کی ضرورت ہے۔

وزیر داخلہ و قبانی امور و پی ڈی ایم اے: ظہور جان میرے ساتھ جب وہ اٹھ گیا تو آپ نے مائیڈ کیا۔ اس طرح ہم بھی مائیڈ کرتے ہیں۔ سردار بیٹھ جائیں۔ دیکھیں! اس فورم میں ظہور جان میرے ساتھ کیبنٹ میں تھا، ادھر

ارکان اسمبلی، اُس طرف کے دوستوں نے کہا، یویز کی پوٹین میں نے ادھری چینچ کیا۔ جو بات کرتے ہیں، یہ سارے معزز لوگ ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کی نمائندے ہیں، وزیر ہیں، ان پر آپ ایسے آسمانی سے ہاتھ مت اٹھاؤ، ادھر اپنیکر صاحب بیٹھا ہے۔ بیٹھے ہیں، ارکین بیٹھے ہیں، ثبوت لے آئیں ادھری اُس پر ایکشن لیا جائے۔ اپنیکر صاحب، وزیر اعلیٰ کی بجائے اپنیکر صاحب کو اختیار ہے کہ فوراً اُس پر اسی جگہ پر لیا جائے۔ باقی جو ہے لوگوں کی خود کشی، اگر کوئی اس وجہ سے خود کشی کر رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ افتخار نہیں آ رہا ہے وزیر اعلیٰ اگر میں ہے تو اُس کے ہم ذمہ دار ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ میں گھر سے پیزار ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں اپنا دوست کے ساتھ بات کر کے، خود کشی کر رہا ہوں۔ اُس کا بچپنی وہ ہمارے آپ کے باپ دادا کے نام سے یہ سلسلے چل رہے ہیں۔ معیشت کا مسئلہ بلوچستان نہیں پاکستان نہیں دُنیا میں ہے۔ اُس سے خوفزدہ ہو کر اگر کوئی خود کشی کرتا ہے اُس کے میں اور آپ ذمہ دار نہیں ہیں۔ پہاڑوں پر جانے والے لوگ، اسی طرح میں جس طرح کہا ادھر ہم بیٹھے مجھے بھایا میں پہاڑوں والوں کے خلاف ایسے دوچار کلومیٹر لمبا تجھ پڑھوں گا۔ جب ادھر جاؤں گا، اُن کے لئے رونا شروع کروں گا۔ ہمیں ایک پالیسی اپنانی ہے۔ ریاست کو ایک دولتی پالیسی کی وجہ سے ہم نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا جو ریاست کا دُشمن ہے وہ جو ہے پہاڑوں پر گئے ہیں۔ ہم بھی اسی ریاست میں رہے ہیں اور استھان کی شکار رہے ہیں۔ آپ بھی استھان کا شکار ہے ہو۔ اس پر پھر کیا ہم بندوق اٹھا کر پہاڑ پر جائیں۔ اور ہم اسمبلی اُن کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ ناراض ہو کر پہاڑوں پر گئے ہیں۔ یہ کوئی منطق میرے خیال میں کوئی بات نہیں ہے۔ باقی جو ہے ایک بندہ ہے۔ وہ اس کی routine ہے۔ اگر اس کے as a officailly وزیر اعلیٰ جس طرح میں پہلے کہا کاموں میں کوئی مسئلہ ہے۔ تو بتا دیں۔ باقی جانس صاحب کی آپ کے اس فرم سے میں کہہ رہا ہوں جو گاڑی کا مسئلہ ہے۔ اس فرم پر آنا اُس کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اے سی ایس ہوم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اے سی ایس صاحب! اس کی چوبیں گھٹے میں روپرٹ بالکل آنی چاہئے اس گاڑی کی کہ کیا اس کا مسئلہ ہے؟ نہیں نہیں، میں تو اس کے سوال کا جواب دے رہا ہوں یہ تو پچھلا ہے۔ جناب عالیٰ! نصر اللہ زیرے صاحب نے بہت اہم مسئلہ اٹھایا ہے، امن و امان کے حوالے سے۔ یہی میں جس طرح میری تقریر کا بچھلا حصہ تھا۔ یہی میں نصر اللہ زیرے صاحب کو کہتا ہوں اسی فرم میں اُنھوں کو تقریر کریں، ہکل اسمبلی میں تحریک جمع کرے۔ پر لیں کافرنس کریں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان، پاکستان کی فورسز کو ہم اجازت دیتے ہیں جو ان سب کو مارا ہے۔ اور جنہوں نے ذمہ داری قبول کی ہے جدھر جدھر ہیں اُن کو آپریشن کر کے لٹکایا جائے۔ لیکن جب ہم پہاڑوں پر آپریشن لٹکانا چاہتے ہیں نصر اللہ زیرے صاحب کا تحریک آتا ہے بلوچستان میں آپریشن جاری ہو گیا۔ میرے بھائی آپریشن برداشت کرو یا موت برداشت کرو ایک فیصلہ کرو۔ آپ کا بھی، آپ کی پالیسی کبھی ہمیں موت کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ کی پالیسی، باقی ایک ریاست کا دشمن بار بار ہم نے جو سے اداروں کے خلاف کر کے

پاکستان میں ایک ایسا perception بنایا ہے کہ ہر چیز ہماری ریاست کرتی ہے۔ کیا آپ اپنے بیٹھے اور بھائی کو مار سکتے ہیں۔ ریاست اپنے دس دس فوجیوں کو دس دس آفیسروں کو ایک ساتھ مارے گی کہ میں جو ہے پولیس کا وہ کروں گا۔ اس فورم پر میں کہہ رہا ہوں۔ اس فورم پر میں کہہ رہا ہوں کو رکمانڈ رائیک ہفتے سے مینگ کر رہے ہیں۔ میں نے مینگ کی ہے۔ اے سی ایس ہوم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ساری فوج، ایف سی، سب چیک پوسٹیں ہمیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اٹھائیں، آپ لوگ اٹھائیں، ہم لوگ کہہ رہے ہیں۔ ایسے فورم نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کی چیزیں اٹھائیں۔ آپ کی سامان۔ اُس کا ایک طریقہ کا رہتا ہے۔ ریاست آکے فوج کو مارے گا کہ اُس۔ وہ اپنے ڈیوٹی سب کچھ وہ کہتے ہیں ہم ریاست، ہمیں ایک سال سے چار سال سے بلکہ جام صاحب گواہ ہیں میں نے اُن کو کہا تھا۔ مجھے کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ لوگ ہمیں موقع دیں ہم اپنا کام کریں۔ لیکن پاکستان میں آپ لوگ کی سیاست، آپ لوگوں کی اس طرح تقریروں سے ایسی پالیسی آگئی ہے۔ فوج کو گو دنا پڑا۔ فوج کو آنا پڑا۔۔۔ (داخلت) آپ تقریر کرو۔ تقریر کرو جس نے ان بندے کو مارا اُن تنظیموں کا نام لو، بولو کہ اس کیخلاف ابھی جاؤ آپریشن کرو۔ صحیح آپریشن اسٹارٹ۔ صحیح آپریشن اسٹارٹ۔ میں اُن کے ساتھ ہوں۔ اُن کا سپاہی ہوں۔ اُن کے ساتھ اُنکے خلاف لڑتار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے قرارداد نہیں ہے یہ call attention notice ہے۔

جناب ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر! جو شاید میری باتوں کو یا سمجھنے ہیں یا انہوں نے جان بوجھ کے جو ہیں غلط interpret کیا ہے۔ میں نے پہاڑ پر چڑھنے والوں کو کبھی جو ہے اُن کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ میں انکو وہ مشکل دیکھتا ہوں۔ میری بات کا مراد یہ تھا کہ وہ کیا محکمات ہیں جو لوگ اس نجح پر پہنچ گئے ہیں وہ محکمات نا، الی ہیں وہ محکمات وہ محکمات حلقتی ہے وہ محکمات پوسٹوں کا بیچا ہے۔ وہ محکمات حکومت کا نہ ہونا ہے۔ جناب اسپیکر! دوسری بات میرے بھائی جو ہیں لگ رہا ہے تھا کہ وہ ہوم منستر صاحب ایک نہیں بول رہے ہیں بلکہ ایک جو ہے عام بندہ جو ہے کسی بات کا جواب دے رہا ہے۔ اُن کی باتوں میں نہ کوئی دلیل تھی۔ نہ کوئی depth تھا۔ جناب اسپیکر! سریاں سائز کرنے سے گورنمنٹ نہیں ہوتی گورنمنٹ اچھی پالیسیوں سے بہتر ہوتی ہے۔ میں نے جو points raise کئے ہیں نوکریوں کے بیچنے کے حوالے سے جناب اسپیکر! رمضان کا مہینہ ہے۔ ابھی افطار ہو گا۔ سب لوگ جتنے بھی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کو حاضر نا ضر جان کریں کہ نوکریاں پک رہیں؟ منشز کے PS نوکریاں بیچنے میں ملوث نہیں ہیں؟ کیا ریٹ فکر نہیں ہے؟ اگر میری بات غلط ہوئی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے۔ اور اس با برکت مہینے میں اس طرح جو ہے سفید جھوٹ بول کر کے کہ اپنے آپ کو جو ہے مزید جو گناہوں کی دلدل میں پھینک رہے ہیں۔ جناب اسپیکر جہاں تک سی ایم صاحب کا جو دفاع کر رہے تھے۔ اُن کو کرنا بھی چاہئے اُن کا منستر ہے۔ شاید perks and

بھی ان کو اچھے خاصے مل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! جو کارنا مے لوگوں میں کرپشن کے حوالے سے مشہور ہیں۔ جو نیند کے حوالے سے مشہور ہیں کہ ایک ایک ہفتے تک جو ہے سی ایم صاحب سوئے پڑے ہوتے ہیں۔ کیا مجبوری ہے؟ کوئی نارمل انسان آٹھ گھنٹے سو سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر میری بات پر انکوشک ہے تو گورنر بلوچستان ایک میڈیکل کمیٹی بنادے۔ میڈیکل کمیٹی کا فصلہ آئے کہ آیا کیا محکمات ہیں وہ سوتا ہے۔ وہ اپنے فرائض کی dispensation کے قابل نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں زیادہ ہو گیا۔

میر ظہور احمد بلیدی: وہاں پر اس طرح مفلوج لوگ ہوتے ہیں ان کو جو ہے باعزت برخاست کرتے ہیں۔ لیکن یہاں پر گورنر اعلیٰ اٹھایا ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نصر اللہ! قرارداد بھی آجائی ہے، ہم بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رخصت کی درخواستیں پڑھتے ہیں اُس کے بعد۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اسپیکر صاحب! مجھے پانچ منٹ دے دیں پھر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں کس حوالے سے؟

سردار عبدالرحمٰن کھمیران (وزیر مواصلات و تعمیرات): اسی حوالے سے جو ذاتی طور پر انہوں نے یہ کیا ہے اور یہ بلوچستان کے حوالے سے۔ میں پانچ منٹ میں windup۔۔۔ (داخلت۔شور) جی آپ خود اس جھولے میں جھول رہے ہیں۔ ابھی تک دیکھیں ابھی بہت اچھا کیا آپ نے۔۔۔ (داخلت۔شور)

جناب ظہور احمد بلیدی: میں پوئیں نہیں بیچتا رہا میں کمیشن نہیں کھاتا رہا میں غلط کام نہیں کرتا رہا وہ آپ سارے گواہ ہیں۔ جو دفاع کر رہے ہیں ناں ان کا ٹریک ریکارڈ دیکھیں اور میرا ٹریک ریکارڈ دیکھیں۔۔۔ (داخلت۔شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! میرے خیال سے۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اسپیکر صاحب مجھے پانچ منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مختصر مختصر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: فلور مجھے دیا ہوا ہے۔۔۔ (داخلت۔شور)۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: آپ تو لاکیشن ہی نہیں رکھ سکتے ہیں جی۔ جناب نصر اللہ صاحب اپ بول لیتے ہیں ہمیں بھی بولنے دیں پانچ منٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مختصر مختصر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اسپیکر صاحب! شکریہ بڑی اچھی باتیں بلیدی صاحب نے کی۔ بہت ہی خوبصورت الفاظ ہیں، یہ کسی جلسے میں ہوتے ہیں کہ عوام اسکے پارٹی میں شمولیت اختیار کرتے۔ نصر اللہ! پلیز۔ sir پہلی بات انہوں نے کی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ایک ماہ سے، دیکھیں آپ کے سونے اور جانے کا حساب میں کون ہوتا ہوں لینے والا یا میرے سونے جانے کا آپ۔ یہ ذاتی فعل ہے جہاں تک امور سلطنت ہے یا امور صوبے کے جو بھی ہیں جیسا کہ میرا ساتھی نے کہا کہ کوئی، آج توجہ دیدور ہے۔ اُنکے ہی جس میں یہ تھے پی اینڈ ڈی کے منظر اور فناں کے، وہ بھی، میوز یکل چیئر کا ایک کھیل ہوتا تھا۔ فناں سے پی اینڈ ڈی، پی اینڈ ڈی سے فناں، فناں سے ریونیو، یہ ہو رہا تھا۔ تو bar-code ایک ہے آپ کو میں فلور پر آف دی ہاؤس میں جناب اسپیکر صاحب چیلنج کرتا ہوں کہ سی ایم کے جو آفس کو فائل جاتی ہے، سی ایم فائلنگ کرتا ہے۔ یا پلک ڈیلنگ کرتا ہے۔ وہ bar-code آپ پرے چیک کرائیں اُن کے دور کے اور اس سے پچھلے جو سی ایم صاحب تھے اُس کے کہ کس کے ذریم فائل ڈیلے ہو رہے ہیں، کس کے امور جو روزانہ کے سلسلے ہیں۔ تو کسی کی ذات پر آپ نہ کریں۔ یہ دیکھیں، ہم کسی کی ذات پر نہیں جا رہے ہیں۔ انہوں نے ترقیاتی کام کا کہا۔ آپ حلفاء کہیں، آپ کے علاقے میں ترقیاتی کام نہیں ہو رہے ہیں؟ پچھلے دوروں سے، ہاں یہ ضرور ہو رہے ہیں کہ ان کے دور جو جن کو یہ defend کر رہے ہیں۔ اُس وقت میں بھی اسی میں تھا کیبینٹ میں۔ ان معزز، آج بھی وہ لنگڑا بیٹھا ہوا ہے۔ وہ یونس کیا اُس پر، ہاں لنگڑا رہا ہے لٹھی اٹھایا ہے ایک نوجوان آدمی۔ کیا ان پر گاڑیاں نہیں چڑھائی گئیں آپ لوگوں پر بکتر بندگاڑیوں سے آپ کے گیٹ نہیں توڑے گئے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتیر ان صاحب! to the point آجائیں ٹائم کم رہ گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں to the point بات کر رہا ہوں۔ الحمد للہ ہمارے وزیر اعلیٰ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اُس نے کہا کہ جیسے ہم منتخب ہیں ویسے وہ منتخب ہیں۔ اگر وہ اپنے حلقے کی اسکیموں کی identification کرتے ہیں۔ اگر ظہور بلیدی کو حق ہے کہ اپنے حلقے کے اسکیموں کی identification کریں۔ کیا وہ جو ہے ناں چور دروازے سے آکے بیٹھے ہیں۔ کیا وہ انکلوگوں نے منتخب نہیں کیا ہے؟ تو یہ ہم نے ضرور کیا کہ برابری رکھی ہے ہماری حکومت نے شاید اُس بارے میں ظہور صاحب تھوڑا سا شاید سلسلہ ہو۔ تیسرے نمبر پر بھرتیاں، انہوں نے ابھی بھی کہا کہ بھرتیاں۔ میں چیلنج پر کہتا ہوں۔ میرا ساتھی نے بھی کہا ہم چیلنج پر کہتے ہیں ایک بھرتی میں کسی منظر کا، منظر کر پیش کریں گا۔ یا اُسکا سیکرٹری کریں گا۔ یا آئیں ہر فورم پر، کسی فورم پر آئیں۔ ہاں دس آدمی بھرتی ہوتے ہیں۔ دس رہ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم نے پیسے نہیں دیے انہوں نے پیسے دیے۔ یہ لے آئیں۔ پہلے تو میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی بات کرتا ہوں کہ ایک، ہاں پھر میں ساروں کی بات کر رہا ہوں۔ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ پھر ساتھیوں کی۔ ہمارے اور ایک روپیہ بھرتیوں کے سلسلے میں ایسے

ہیں جیسے ہم اپنے بچوں کا خون پینیں یا ہم سے اللہ تعالیٰ کلمہ بھی چھین لے۔ اگر ہم اس پر ایک روپیہ لاکھوں کروڑوں تو دو رکی بات ہے۔ ایک روپیہ میں پہلے اپنی گارٹی دیتا ہوں۔ بھرتیاں ہورہی ہیں پھر میں ساتھیوں کی گارٹی دیتا ہوں کہ جو لے گا وہ کتنے کا گوشت کھائے گا۔ وہ سور کا گوشت کھائے گا کہ اگر بھرتیوں پر اس غریب صوبے کے لوگوں سے کوئی پیسہ لے گا۔ چپڑا اسی پر، چوکیدار پر سب انجینئرنگ کسی پر۔ یہ ناجائز ناقص الزام تراشی نہ کریں۔ یہ خود اسی حکومت کا حصہ رہے۔ یہ خود سارا سلسہ رہے۔ یہ کہتا ہے کہ وزیر اعلیٰ۔ کیا اس دفعہ جو میٹنگ ہوئی اسلام آباد میں، جسمیں چاروں وزیر اعلیٰ موجود تھے۔ آرمی چیف تھا۔ فور سرخی۔ پرائم منسٹر تھا۔ کیا ہمارا وزیر اعلیٰ وہاں پر موجود تھا یا نہیں؟ کیا یہاں پر میٹنگیں ہوئیں اُسیں موجود تھا یا نہیں تھا۔ باقی ہر ایک آدمی کا اپنا طریقہ کار ہے، کوئی چوبیں گھننے، وہ بھی ہم نے وقت دیکھا ہے کہ اندر بیٹھے ہوتے تھے، موبائل کی گھنٹیاں آرہی ہوتی تھیں کہتے تھے کہ باہر کھڑا کرو Parliamentarians کو ”کہ وہ موجود نہیں ہے“۔ کوئی رات کو، ابھی انہوں نے مزے کی بات کی کہ جی رات کو جو ہے نال کینٹ میٹنگ ہوئی۔ اورہ بھائی رمضان شریف ہے دن میں کیا کریں گے۔ رات کو وہی سحری تک کوئی بڑے اچھے ماحول سینکڑوں کیس نمائیے گئے جناب اپنے صاحب اُسیں۔ وہ کوئی یفوٹو سیشن تو نہیں تھا کہ اس کو رات کا سلسہ دیا۔ پھاڑوں پر چڑھنے والے، میں انکو پہلے بھی میں کہا کہ آئیں بسم اللہ کس کس فورم نے اُن کو کہا کہ آکے ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ مذاکرات نہیں کرو، آپ جاؤ اور پھاڑ پر بیٹھو ہمیں مارو، ہم آپ کو ماریں؟ کوئی ایک اجنسی، کوئی law enforcement agency، کوئی صوبائی حکومت کوئی، ہم کہتے ہیں آئیں بیٹھیں۔ یہ کوئی حل نہیں ہے کہ آپ کا اگر چپڑا اسی یا چوکیدار یا جو نیز کلرک بھرتی نہیں ہوئے۔ آپ جائیں پھاڑ پر، بندوق اٹھائیں آپ کس کو مار ہے ہیں؟ اپنے بھائیوں کو مار رہے ہیں۔ اس ملک کے جو آپ کی حفاظت پر کھڑے ہیں۔ جو ایک چھوٹی سی تنخواہ کے لئے ماں، باپ، بہن، بھائی چھوڑ کے آپ کی حفاظت کیلئے کھڑے ہیں اگر آپ ان کو مارتے ہیں اگر آپ اُن کو ماریں گے تو کیا انکو حق نہیں پہنچتے ہیں کہ آپ اس ریاست کے دشمن ہیں اور آپ کو مارا جائے۔ تو بسم اللہ آئیں پاکستانی بنیں، بلوچستانی بنیں۔ ٹیبل پر بیٹھیں بات کریں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے علاقوں میں بھی احساس محرومی ہوگا۔ لیکن میں اپنے حلے کی بات کرتا ہوں میں challenge پر کہتا ہوں کہ ایک کھیتر ان کوئی ثابت کرے کہ پھاڑ پر گیا ہے ان چیزوں کو دیکھ کر۔ اب بہت سارے مزے لیے۔ مجھے کل کسی نے جناب اپنے صاحب! audio اور وہ messages دکھائے کہ میں فلاں بات کر رہا ہوں بلوچی چندا ہو رہا ہے تم چندا دو۔ اُس نے کہا کہ تم تو مجھے ریاست کا بندہ ہی نہیں سمجھتے ہو ہم تو پارلیمنٹ۔ Parliamentarian تھا تم تو ہمیں ریاست کا حصہ نہیں سمجھتے ہو تم تو آزادی کی بات کرتے ہو، پھر آزادی۔ ہم تو غدار ہیں۔ ہم غداروں سے کوئی چندا لیتے ہو پھر تم جو سرچار ہو یا تم اس اپنی سرزین کے ہو، اُن سے جا کر۔ مجھے پتہ ہے کہ کہاں کہاں بختہ وصولی ہو رہی ہیں۔ کیا ٹھیکیداروں سے نہیں کر رہے ہیں یا لوگ؟ کیا مائن

آنرز سے نہیں کر رہے ہیں؟ کوئی کی کا نیں اڑا دیتے ہیں۔ مزدوروں کو اڑا غواہ کر لیتے ہیں۔ مزدوروں کو مار لیتے ہیں۔ کل انہوں نے دوادھر سے ادھر موڑ سے اٹھا کر لے گئے۔ کیوں؟ عام پلک کا کیا قصور ہے کہ ان کو کوئی کے فی ٹرک کے پسیے دے دو۔ ٹینڈر ہو جائے۔ ہاں دے رہے ہیں، میں یہی کہہ رہا ہوں دونوں طرف دے رہے ہیں۔ ٹینڈر ہوتے ہیں، XEN علیحدہ دیتا ہے، SDO علیحدہ دیتا ہے اور ٹھیکیدار علیحدہ دیتا ہے۔ اُس کی تو دکان چل رہی ہیں زبردست قسم کی آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ شاہرگ اور ہر نائی میں فی آدمی کتنا بیسہ مہینہ کا دیتا ہے۔ اور سرکاری بینکوں میں جمع ہوتا ہے۔ تو جناب پہاڑ پر چلانا تو بڑا مزہ آ رہا ہے، اس وقت تو نہ بینگ لگی، نہ پھٹکڑی۔ کام بن گیا سارا۔ کہ آپ اتنا نہیں کہاتے جو کاروبار کر رہے ہیں، وہ اتنا کما لیتے ہیں کہ آپ سے دُگنا۔ اُس میں ہتھیار بھی لے لیتے ہیں ہمارے الزام لگاتے جائیں گے۔ ثبوت لا نئیں، ساری چیز۔ اب میں ذاتی طور پر نہیں کہتا ہوں۔ میں ظہور صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ کتنے مہینے ہو گئے آپ لوگوں کو کہ وزارت چھوڑے ہوئے؟ آج بھی آپ سرکاری بگلہ قبضہ کر کے بیٹھے ہیں، بھلی آپ مفت کی چلا رہے ہیں، گیس آپ مفت کی چلا رہے ہیں، مفت کا پانی۔ پھر پورے صوبائی، وہ کیا ہے، ہمدرد بیٹیں، چھوڑ دیں سرکاری رہائش گا ہیں نا؟ کیوں آپ کا کیا entitlement ہے اُس کے؟ جو entitlement ہیں سب پتہ ہے۔ اور آپ اور میں ظہور صاحب کا بات کرتا ہوں بھائی کچھ اور بھی ہیں۔ وہ مزے بھی لے رہے ہیں رو بھی رہے ہیں۔ وہ ہمارے ماما کے دور میں اس نے اس کو وہ چائیز مرچیں کھلادی۔ تو اس کے آنسو سبکر کریں کوئی نہیں جا رہا ہے۔ نہیں تو میں پھر کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ پھر آپ کی رہائی قرارداد۔ تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگی اس نے کہا کیا ہوا تم کو۔ اس نے کہاں کھاتے بھی جائیں گے رو تے بھی جائیں گے۔ یہ وہ چائیز مرچیوں والی بات ہے، کھاتے بھی جا رہے ہیں رو تے بھی جا رہے ہیں۔ تو ناکریں کسی کی ذات پر۔ وزیر اعلیٰ کا کوئی کام رکا ہے، ہم تمام cabinet کے disposal پر ہیں کیا ہمارے گھروں تک ان کی access نہیں ہے ہمارے چیزیں تک ان کو available نہیں ہے، بسم اللہ اور کوئی کسی قسم کا چاہے ہوم کا کام ہوا سکا ہو irrigation کا ہو چاہے health کا ہو کون ہو یہیں نہیں ہے؟ ہاں ضرور ابھی ان کے پاس ایک ہی بات رہ گئی ہے۔ کہ جی وہ سورہ ہے وہ جاگ رہا ہے وہ جو یہیں ناکرے میں بند ہے۔ اور وہ کمرے سے باہر ہے یہ خدارا یہ چیزیں چھوڑیں آپ بلوچستان کی بات کریں۔ آپ کے علاقے میں ترقیاتی فنڈ نہیں۔ کام نہیں ہو رہا ہے۔ ایک کام اربوں روپے کا کام۔ میں نے مخالفت کی میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ میں نے مخالفت کی۔ میں نے کہا اس کو نہیں اس کے آدمی کو ادھر نہیں۔ CM نے کہا، نہیں ہمارا ساتھی ہے اسی کے حلقوے میں ہو گا اور اسی کے جو ہیں وہ ہو گا۔ تو یہ چیزیں ہو رہی ہیں کریں please مہربانی کر کے کسی کی ذات پر

تقدیر نال کریں۔ thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھنگڑاں صاحب۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب اور نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے آج اور 15 اپریل کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ خان مری صاحب، نوابزادہ گہر ام بگٹی صاحب اور اجینٹر زمر ک صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ خان آپ اپنی قرارداد نمبر 168 پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: thank you جناب اسپیکر! قرارداد نمبر 168۔ یہ کہ گزشتہ سال 2022ء ماه جولائی اور اگست کے دوران شدید ترین طوفانی بارشوں اور سیلابی ریلوں سے لاکھوں گھر تباہ اور منہدم ہو گئے۔ اور اسی طرح لاکھوں درخت اور مال مویشی بہہ گئے جس کی وجہ سے صوبے کے لاکھوں خاندان بری طرح متاثر ہوئے۔ اس بابت IPDMA اور ضلعی انتظامیہ نے گھر گھر جا کر سروے بھی کیا۔ لیکن ایک سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود تا NDMA حال کسی بھی متاثرہ خاندان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ متاثرہ خاندانوں کو فوری معاوضہ کی ادائیگی کی بابت فوری طور پر عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ متاثرہ خاندانوں میں پائی جانے والی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 168 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ گزشتہ سال ماہ جولائی اور اگست میں بہت زیادہ اور خطرناک قسم کی بارشوں ہوئیں۔ سیلابی ریلے آگئے۔ اور جس میں ہمارے لاکھوں لوگ متاثر ہو گئے۔ اور ہزاروں، لاکھوں لوگ ان کے گھر منہدم ہو گئے ختم ہو گئے صفحہ ہستی سے مت گئے۔ باغات تباہ ہو گئے فصلات تباہ ہو گئیں مال و مویشی مر گئے۔ مختلف سڑکیں پل اڈڑ گئے۔ اور اس دو، تین ماہ کی طوفانی بارشوں نے جناب اسپیکر! بہت سارے اضلاع کو جتنا متاثر کیا وہ 80 سال کا ریکارڈ اس وقت جو ہیں ناں 80 سال پہلے شاید اس طرح ہوا ہواس دوران حکومت نے جو فوری relief کا کام تھا وہ PDMA نے تو کیا لیکن long term کے لیے جن کے گھر متاثر ہو گئے جن کے گھر منہدم ہو گئے جن کے گھر

تباه ہو گئے جو بے گھر ہو گئے جو لاوارٹ ہو گئے جن کے باغات تباہ ہو گئے جن کی فصلات تباہ ہو گئیں۔ جن کے مال موصیٰ لاکھوں کروڑوں روپے کی مال موصیٰ پانی میں ڈوب گئے کروڑوں، اربوں روپوں کا نقصان ہوا پھر یہاں پر پوری ٹیم آئی NDMA کا آیا واویلا مچایا گیا۔ NDMA نے PDMA نے ڈسٹرکٹ انتظامیہ نے سب نے جا کر کے ایک ایک گھر کا سروے کیا اب ایک سال گزرنے کے بعد اب تک کسی کو ایک پیسہ بھی نہیں ملا ہے اگر ملا ہے تو مجھے وزیر پی ڈی ایم اے صاحب تشریف فرمائیں وہ وضاحت کریں کہ کب ہوا ہے کب پیسے آئیں گے کب جو ہیں ان غریب اور لاچار لوگوں کی داد رسی ہو گی جن کیا گھر تباہ ہو گیا جو بہت زیادہ باغات کے مالک تھے آج وہ در بر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ دور آپ نہ جائیں یہ ہندہ اوڑک نزدیک ہے آج بھی ہندہ اوڑک کے عوام وہاں پر سڑک نہیں ہے ہندہ اوڑک میں۔ وہاں کے باغات ختم ہو گئے ہیں وہاں کے گھر تباہ ہو گئے ہیں اور آپ چھوڑیں وہاں پانچ ماہ چھ ماہ تو لوگ جو ہیں ناں سڑکوں کے کنارے پر لوگ سورہ ہے تھے وہاں پر جو ہیں ناں انہوں نے گھر بنائے ہوئے تھے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ کیا اسکے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے؟ وہاں جب یہاں پر ڈسٹرکٹ دوں کو وہاں پر سہولت کاری کے لیے تو پیسے ہیں آپ یمن کے لیے تو کروڑوں اربوں روپے ہیں کہ وہ release کر رہے ہیں یہاں غریب عوام کے لیے مجھے انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہاں کوئی پیسہ منظور نہیں ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو وفاق سے وزیر اعظم سے میٹنگ کرنی چاہیے کہ اتنی تباہی ہو گئی بس وہ تباہی اُسی حد تک تھی۔ اگر اس سال پھر یہاں پر یہ امکانات ہے کہ پھر برسات کا موسم آئے گا مون سون کی جو بارشیں ہیں وہ زیادہ ہوں گی پھر کیا ہو گا لوگ تو ابھی تک سڑکوں پر پڑے ہوئے ہیں اتنی سردیاں گزر گئیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی اہم قرارداد ہے اس پر کم از کم حکومت عمل کریں وزیر داخلہ صاحب جو پی ڈی ایم اے کا بھی وزیر ہے ان سے گزارش ہے کہ وہ اس بابت ہمیں اعتماد میں لے لیں کہ کتنا بھی تک damages میں کتنی رقم آئی ہوئی ہے کتنی خرچ ہوئی ہے۔

جناب اپیکر thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب جی وزیر داخلہ صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: شکریہ جناب اپیکر بہت اہم قرارداد نصر اللہ زیرے صاحب لایا۔ میں بھی خود اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس کے تھوڑے جو ہے بلوچستان کے لوگوں کو تھوڑے حقوق بتاتا چلوں۔ جناب اپیکر جب یہ آپ کو پتہ ہے بہت بڑے سیلا بگزشتہ سال جولائی اور اگست میں آیا، جس کویرے خیال پورے اقوام متحده کی جو سیکریٹری جزل ہیں، وہ بھی اسکو monitoring کرنے ادھر آگئے انتیشنل این جی او ز آ گئیں انتیشنل معاملات ہو گئے بہت بڑی ایک تباہی تھی۔ لیکن الحمد للہ بلوچستان حکومت نے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے فرادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک روپے بھی نہ کسی این جی او ز سے نہ وفاقی حکومت سے نہ مطلب بلکہ ہمارے جو ہمارے شہداء تھے جو

اس سیالب سے شہید ہو جاتے تھے۔ اس کے جو تھے پہلے ہم انکو compensation بھی دے دیتے تھے پانچ لاکھ کو وہ ہم نے دس لاکھ وزیر اعلیٰ صاحب نے کر دیا۔ وہ بھی ہم نے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے دے دئے۔ جوان کا پہلا ہمارا کام تھا اس میں ہم نے کسی گورنمنٹ سے کسی سے کوئی مدد نہیں لی بلکہ چنانچہ حکومت کی اپنے ہی وسائل پر پورے بلوچستان کو چلا�ا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح نصر اللہ زیرے صاحب نے یہ کہا۔ یہ جناب اس طرح ہوا تھا کہ وزیر اعظم صاحب نے یہ ہمارے طرف جو وہ گئے تھے۔ جو تباہی ہوئی تھی وہ اربوں ڈالرز کا تھا بہت زیادہ لوگوں کی زمین تباہ لوگوں کی فصلات تباہ اسکے لئے وہ وسائل صوبائی حکومت کے پاس نہیں تھے۔ تو صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت نے آ کر بیہاں اعلان کیا جن شہداء کا میں نے ذکر کیا۔ ان کو بھی دس لاکھ روپے دیجئے اور یہ بھی اعلان کیا گیا۔ کہ جن جن کے گھر گرے ہیں ان کو پانچ پانچ لاکھ روپے دینے گے اور ان کی فضلوں کے بھی پیسے دینے گے۔ تو ابھی تک اس مد میں وہ جو شہداء کے پیسے دس لاکھ تھے وہ اسی ٹائم آگئے، باقی ایک روپے نہ فیڈرل سے آایا ہے نہ اس مد میں ہمیں دیا گیا ہے۔ نہ اس مد میں ہمیں، ہمیں بیزار ہے، ہم پھر ابھی ادھر سے فنڈ نکالیں گے، پھر نصر اللہ صاحب اتنی بڑی تحریک لائیں گے کہ کرپشن ہو گئی ہے۔ یہ اپنی تحریک ادھر جمع کریں، فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جائیں رونے پڑیں ادھر سے اگر کچھ ہو سکتا ہے۔ اس نے ابھی تک ہمیں کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ وہ ادھر سے اگر کچھ کر سکتے ہیں تو کریں ادھر سے صوبائی حکومت اس طرح کے فنڈ دے گا، پیسے بھی دو، عوام کو سہولت بھی دو۔ نصر اللہ صاحب کا دو گز کا سوال کا جواب بھی پھر دے دو۔ تو وہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے ہمارے پاس نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت) ہم نے آپ کو آئینی طور پر جواب دیا۔ پھر آپ دوسرا سوال لاوے گے کہ آپ نے یہ پیسے کیوں ان لوگوں کو دیا، آپ کا توکلی مارنے کا ٹائم بھی پتہ نہیں چلتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ وزیر داخلہ صاحب۔ زیرے صاحب ختم کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 168 منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 168 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 15 اپریل 2023 بوقت 3 بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 05 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)